Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت پہلے ہی کمزور تھی۔ لیکن اب چار گھنٹہ روزانہ چار پانسو کے مجمع میں درس دینے کی وجہ سے بہت کمزوری لاحق ہو رہی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالےٰ حضور کو صحت و عافیت عطا فرمائے۔ اور حضور کے فیوض اور برکات سے دنیا کو مستفیض ہونے کی توفیق دے۔

۲۱ر اگست صبح کے وقت تھوڑی دیر اچھی بارش ہوئی۔

۲۱ر اگست تک درس القرآن سورۂ ابراہیم رکوع ۱۰ تک ہو چکا ہے۔

۱۸ر اگست مبلغین کا جو امتحان ہوا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے:

درجہ اوّل:۔ ۱۔ مسٹر نذیر احمد صاحب متعلم بی۔ ایس۔ سی کلاس۔ ۲۔ صوفی صالح محمد صاحب قصور۔ ۳۔ ماسٹر نور الٰہی صاحب ۴۔ میاں عبد العزیز صاحب راولپنڈی۔ ۵۔ بابو فقیر محمد صاحب کورٹ انسپکٹر کیمل پور۔ ۶۔ شیخ عبد القادر صاحب۔ ۷۔ محبوب عالم صاحب ... [illegible]

درجہ دوم:۔ ۸۔ حافظ محمد عبد اللہ صاحب نکودر ۹۔ محمد حسین صاحب ۱۰۔ مرزا عبد الحق صاحب وکیل۔ گورداسپور۔ ۱۱۔ چوہدری نصیر احمد صاحب طالب پور بھنگواں۔ ۱۲۔ بھائی عطاء اللہ صاحب بی اے ۱۳۔ صاحبزادہ ابو الحسن صاحب۔ ۱۴۔ منشی عبد الرحیم صاحب ۱۵۔ ڈاکٹر سید عنایت اللہ شاہ صاحب۔ ۱۶۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب۔ مولوی فاضل قادیان۔

درجہ سوم:۔ ۱۷۔ محمد سعید صاحب ۱۸۔ چوہدری بشیر احمد صاحب بی۔ ۱۹۔ ملک عبد الرحمٰن صاحب۔ خادم۔ گجرات۔ ۲۰۔ ملک عبد اللہ خانصاحب ۲۱۔ مولوی نذیر احمد صاحب رحمانی ۲۲۔ مولوی عبد اللہ صاحب حنیڈ وساہی۔ ۲۳۔ بابو محمد فاضل صاحب۔ فیروز پور۔ ۲۴۔ سید محمد لطیف صاحب چک قاضیاں

درجہ چہارم:۔ ۲۵۔ عبد الغفور صاحب۔ ۲۶۔ عبد العلی صاحب ۲۷۔ مبارک احمد صاحب۔ ۲۸۔ محمد اقبال حسین صاحب ہیڈ ماسٹر نور محل ۲۹۔ سید سردار شاہ صاحب جہلم۔ ۳۰۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ۳۱۔ بابو عبد الحمید صاحب شملہ ۳۲۔ مولوی محمد شہزادہ صاحب مولوی فاضل پوہل ۳۳۔ مولوی غلام نبی صاحب مولوی فاضل ۳۴۔ منشی قدرت اللہ صاحب سنوری ۳۵۔ میاں نور محمد صاحب امرتسر۔ ۳۶۔ احمد دین صاحب ... ۳۷۔ حافظ اللہ بخش صاحب فیروز پور۔ ۳۸۔ ڈاکٹر غلام غوث صاحب۔ ۳۹۔ مسٹر محمد ابراہیم صاحب بی۔ اے جموں۔ ۴۰۔ قریشی رشید احمد صاحب۔ بی۔ ایس۔ سی ایگر ۴۱۔ ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب لاہور۔ ۴۲۔ مولوی فضل الرحمٰن صاحب ۴۳۔ مولوی غلام احمد صاحب۔ ۴۴۔ مولوی عبد العزیز صاحب بمبئی۔

درجہ پنجم:۔ ۴۵۔ محمد اعظم صاحب بوتالوی۔ ۴۶۔ سید بہاول شاہ صاحب۔ امرتسر۔ ۴۷۔ چوہدری محمد حسین صاحب سیالکوٹ۔ ۴۸۔ حافظ بشیر احمد صاحب۔ ۴۹۔ منشی عبد الغفور صاحب انسپکٹر سالٹ سانبھر۔ ۵۰۔ مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال ۵۱۔ ملک مولا بخش صاحب ڈیرہ غازیخان ۵۲۔ صوفی عبد الغفور صاحب بی۔ اے لاہور۔ ۵۳۔ مولوی محمد عثمان صاحب حیدرآباد دکن ۵۴۔ بابو روشن دین صاحب سیالکوٹ۔ ۵۵۔ مولوی چراغ دین صاحب گورداسپور۔ ۵۶۔ عبد العزیز صاحب نوشہرہ۔ ۵۷۔ مولوی ابراہیم صاحب ۵۸۔ مبارک احمد خاں صاحب۔ ۵۹۔ محمد احسن صاحب ۶۰۔ شیخ خادم حسین صاحب گوجرانوالہ۔ ۶۱۔ غلام محمد صاحب سرگودھا۔ ۶۲۔ محمد اسماعیل صاحب بھیروی۔

جن اصحاب کے نام کے ساتھ کسی مقام کا نام نہیں ہے وہ قادیان کے ہیں۔

تحریک چندہ خاص اور جماعت احمدیہ

"چندہ خاص" کے فارم مکمل ہو کر آ رہے ہیں۔ اور خصوصیات رکھنے والے احباب کے نام اخبار میں شائع کرائے جا رہے ہیں۔ جہاں جماعتیں فارم مکمل کر کے بھیج رہی ہیں۔ وہاں بعض اخلاص مند جماعتیں اور افراد ایسے بھی ہیں۔ جو بلا وعدہ کئے اور اطلاع دئے چندہ خاص کا روپیہ بھیج رہے ہیں۔ ان میں سے جن جماعتوں یا افراد نے چندہ خاص کے فارم نہیں بھیجے۔ اور انہوں نے ایک قسط یا کچھ اس سے زیادہ روپیہ ارسال کر دیا ہے ان کے نام حذف کرتے ہوئے ذیل میں صرف ان احباب کے نام شائع کئے جا رہے ہیں جنہوں نے اپنا "چندہ خاص" باشرح اور تقریباً پورا ارسال کر دیا ہے۔

ڈاکٹر رحیم بخش صاحب چک ۲۳۱ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب گوڑگاؤں۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سونی پت۔ مرزا اکبر بیگ صاحب کمپونڈر سیوی۔ بلوچستان۔ جماعت بیر سنگھ بذریعہ بابو محمد عظیم الدین صاحب سیکرٹری۔ جماعت اہرانہ ضلع ہوشیارپور۔ جماعت چندوسی ضلع مرادآباد۔ ڈاکٹر محمد اشرف صاحب بائی گنج ضلع منٹگمری۔ جناب ملک صاحب خاں صاحب نون انبالہ ڈاکٹر اعظم علی خاں صاحب میڈیکل افیسر دولت نگر گجرات ؛

جناب چوہدری صادق علی صاحب تحصیلدار کا وعدہ چندہ خاص اس سے پیشتر تیس فیصدی کی شرح سے آچکا تھا جب ان کو معلوم ہوا کہ بعض دشمن اخبارات چندہ خاص کے متعلق غلط افواہیں شائع کر رہے ہیں۔ تو انہوں نے اپنے تیس فیصدی کے وعدہ کو چالیس فی صدی کی شرح سے تبدیل کر دیا۔ اور نہ صرف یہ بلکہ چالیس فی صدی کے حساب سے اپنا "چندہ خاص" نقد یکمشت ارسال بھی فرما دیا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالےٰ قبول فرما کر حسنات دارین عطا فرما دے۔

جماعت گورداسپور کا فارم موصول ہو چکا ہے اس میں قاضی محمود الحسن صاحب کا وعدہ چالیس فیصدی کے حساب سے اور مرزا عبدالحق صاحب کا وعدہ تیس فیصدی کی شرح سے ہے۔

جماعت حصار کے فارم میں ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب فارم اور سیر اور منشی محمد بخش صاحب کا وعدہ تیس فیصدی کا ہے۔ یہ جماعت بھی اپنے چندوں میں بہت باقاعدہ ہے۔ اسی طرح سے احباب فتح آباد ضلع حصار کا وعدہ بابو عبدالقدوس صاحب اور سیر۔ مولوی برکت علی صاحب عربک ٹیچر کا وعدہ تیس فی صدی کا ہے۔

منشی محمد اسمٰعیل صاحب ہیڈ ماسٹر کیران ضلع اٹک اپنا چندہ خاص باشرح یکمشت ارسال فرمائیں گے۔ اسی طرح سے منشی سلطان عالم صاحب کیریالی ضلع گوجرات بھی تیس فی صدی کے حساب سے یکمشت ارسال کریں گے۔

جماعت احمدیہ توپ خانہ ۱۴۲ میمو برما ایک ایسی جماعت ہے۔ جو اپنے ہر قسم کے چندوں کو باقاعدہ باشرح بر وقت ادا کرنے کی عادی ہے۔ اور یہ جناب صوبہ دار نظام الدین خاں صاحب کی کوشش اور سعی کا نتیجہ ہے۔ آپ اس جماعت کی تربیت میں ہر طرح سے کوشاں رہتے ہیں۔ اور سکرٹری مال بابو حمید احمد صاحب بھی بہت محنت سے کام کرنے والے ہیں۔ بیت المال ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

چندہ خاص کا فارم ان کا بہت باقاعدہ اور باشرح آیا ہے۔ لیکن اب یہ خصوصیت زیادہ ہو گئی ہے۔ کہ مکرمی سید عبدالرشید صاحب سیالکوٹی موصی ہیں۔ جو ۱/۲ حصہ آمدنی کا باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنا چندہ خاص جو پہلے ہی تیس فیصدی کی شرح سے تھا۔ اب بجائے تیس فیصدی کے چالیس فی صدی کی شرح سے کر دیا ہے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ اپنی ماہوار آمدنی پر مبلغ ۹ – ۷ – ۳ نقد سیکرٹری صاحب جماعت توپ خانہ ۱۴۲ کو ادا کر دیا ہے۔ اسی طرح سے ملک حبیب اللہ خاں صاحب کوارٹر ماسٹر نے بھی اپنا چندہ خاص بشرح تیس فیصدی فوراً نقد ادا کر دیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء ؛

جماعت سیلون کا فارم پُر ہو کر آیا ہے۔ جو ان کے اپنے سکہ "سینٹ" کے حساب سے ہے۔ جماعت سے جس قدر وعدہ آیا ہے۔ وہ باشرح ہے۔ اور انگریزی سکہ میں موصولہ وعدہ کی رقم ۸ – ۳۲۰ روپیہ ہے۔ سیکرٹری صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ابھی چند دوست باقی ہیں۔ ان کے وعدے لیکر پھر ارسال ہونگے۔ اور کہ یہ تمام رقم حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کے حکم کے ماتحت ۳۰ ستمبر ۱۹۲۸ء تک یکمشت داخل کر دی جائیگی۔ اس فارم میں خصوصیت والے احباب حسب ذیل ہیں۔ جن کا وعدہ تیس فی صدی کے حساب سے ہے

ٹی۔ ایل عبدالرحمٰن۔ ایم محمد صدیق۔ مولوی ابراہیم جے حسن۔ کے۔ ایم حسن۔ صدرالدین لائی۔ کے۔ ایس محمد صادق

مکرمی ملک عزیز احمد صاحب راولپنڈی سے لکھتے ہیں۔ چندہ خاص باوجود نصف تنخواہ ملنے اور مقروض ہونے کے پوری تنخواہ پر از رو بھی ۳۳ فی صدی کے حساب سے یکمشت ارسال کرتا ہوں۔

اسی طرح سے ڈاکٹر فضل الدین صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن عیسیٰ خیل نے چندہ خاص بشرح ۳۳ فیصدی نقد یکمشت داخل خزانہ فرمایا ہے ؛

کرنال کے بجٹ فارم میں مولوی غلام حسین صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس کا وعدہ ۳۰ فیصدی کے حساب ۸۸ روپیہ کا ہے۔ باقی وعدے پچیس ۲۵ فی صدی کی شرح سے ہے۔

ڈاکٹر محمد شفیع صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن کبیر والہ سے لکھتے ہیں :-

ڈاکٹر محمد احسان صاحب اور عاجز تیس فی صدی کے حساب سے حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز چندہ خاص ادا کریں گے۔ ڈاکٹر محمد احسان صاحب کا چندہ خاص بذریعہ منی آرڈر ارسال ہے۔ عنقریب عاجز بھی اپنا چندہ خاص ارسال کریگا۔ جماعت میں مالی قربانی کرنے کا خاص جوش ہے ؛

جماعت انبالہ اپنے تمام چندوں کو نہایت باقاعدہ اور بر وقت بھیجنے والی جماعت ہے۔ تحریک چندہ خاص جس دن ان کے ہاں پہونچی۔ امیر جماعت بابو عبدالرحمٰن صاحب نے نہایت توجہ سے کام لیکر اسی دن چندہ خاص کا فارم پُر کر لیا۔ باوجودیکہ یہ جماعت خاصی بڑی جماعت ہے۔ فارم مکمل کر کے جولائی کے پہلے ہی ہفتہ میں ارسال کر دیا تھا۔ لیکن اس جماعت کا فارم اشاعت سے رہ گیا۔ اس لئے اب ذیل میں شائع کیا جاتا ہے۔

مندرجہ ذیل احباب کے وعدے تیس فی صدی کی شرح سے ہیں۔ بابو عبدالرحمٰن صاحب امیر جماعت حاجی میراں بخش صاحب سوداگر چرم۔ میاں غلام محمد صاحب سوداگر۔ بابو عبدالمجید صاحب۔ بابو عبدالحلیم صاحب۔ مستری رحیم اللہ صاحب مستری محمد صدیق صاحب۔ اور بابو عبدالغنی صاحب جو آج کل بہت سی مالی مشکلات میں ہیں۔ اور ہر ایک تحریک میں باقاعدہ بلکہ اکثر شرح سے زیادہ حصہ لیتے رہے ہیں۔ باقی احباب کے وعدے پچیس فی صدی کی شرح سے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

مکرمی مولوی بشیر احمد صاحب مولوی فاضل نے جماعت لدھیانہ کا فارم چندہ خاص باشرح پُر کر کے ارسال فرمایا ہے۔ اور اس میں چوہدری کرم الدین صاحب کی رقم ایک سو روپیہ کی چندہ خاص کی ہے۔

جماعت درگانوالی ضلع سیالکوٹ کے فارم میں حکیم اللہ دتا صاحب میاں عنایت اللہ صاحب۔ عبدالوہاب صاحب کا تیس فیصدی کے حساب سے اور بابو عبدالکریم صاحب کا وعدہ

[illegible] ناظر بیت المال

وصیت نمبر ۲۸۷۴

میں ظہور احمد ولد منشی امام دین صاحب قوم رامی پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں اس وقت میری آمد ۳۵ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ المرقوم ... مئی ۱۹۲۹ء العبد ظہور احمد محلہ دارالرحمت کارکن دفتر محاسب قادیان گواہ شد: امام الدین بقلم خود۔ گواہ شد محمود احمد بقلم خود

جلدی فرمائش بھیجیے

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ۱۷ جون والی تقریر

بڑے اہتمام سے چھپ رہی ہے۔ احباب اپنے آرڈر جلد بھیجیں۔ قیمت فی نسخہ ۱ر ایک روپے کے پانچ اور جو تقسیم کرنے کیلئے منگائیں۔ انہیں تقریباً لاگت پر ہی ملے گی۔ یعنی اگر سو یا سو سے زیادہ منگائیں گے تو چودہ روپیہ سینکڑہ کے حساب سے قیمت لی جائیگی۔

منیجر بک ڈپو تالیف واشاعت قادیان

ہندوستان کی خبریں

—— دہلی ۔ ۱۳ اگست ۔ مرکزی مجلس وضع قوانین کے گذشتہ اجلاس میں جے ۔ سی چیٹرجی نے اچھوت طلبہ کو وظائف دینے کے متعلق جو سوال کیا ۔ اس کے جواب میں حکومت ہند نے گورنمنٹ انٹرسنٹرل دہلی میں تعلیم پانے کیلئے اچھوتوں کے واسطے تین وظائف منظور کئے ہیں ۔ حکومت ہند نے یہ بھی کہا ہے ۔ کہ اچھوت طلبہ کی تعداد بڑھ گئی ۔ تو مزید وظائف بھی دئے جائیں گے ۔

—— پٹنہ ۔ ۱۶ اگست ۔ مدیر سرچ لائٹ کو توہین عدالت کے الزام میں پانسو روپے جرمانہ کی سزا کا حکم سنایا گیا ہے ۔

—— ڈیرہ اسمٰعیل خاں ۱۶ اگست سپرنٹنڈنٹ پولیس نے پیدل چلنے والے ہندوستانیوں کو مال روڈ پر سے گذرنے کی ممانعت کر دی ہے ۔ جس سے اہل شہر میں ناراضی کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں ؛

—— امرتسر ۱۵ اگست ۔ ماسٹر تارا سنگھ جی کی طرف سے پنڈت موتی لال نہرو کے نام یہ تار ارسال کیا گیا ہے ۔ آپ کی کمیٹی نے سکھ حقوق کے متعلق لاپرواہی کا اظہار کیا ہے ۔ اس پر مجھے سخت افسوس ہے ۔

—— ڈاکٹر شفاعت احمد خانصاحب (یو ۔ پی) نے نہرو کمیٹی کی رپورٹ کو اس لئے قابل قبول قرار دیا ہے ۔ کہ اس میں جداگانہ نیابت کو ترک کر دیا گیا ہے ؛

—— دہلی ۔ ۱۶ اگست ۔ دہلی میں کچھ بدمعاشوں نے کچھ عرصہ سے یہ رویہ اختیار کیا ہے ۔ کہ وہ اکثر معززین کے نام گمنام خطوط بھیجتے رہتے ہیں ۔ کہ ان کے یہاں ڈاکہ ڈالا جائیگا ۔ اس قسم کے کئی خطوط کئی اصحاب کے نام آچکے ہیں ؛

—— مری ۱۵ اگست ۔ مسٹر شیپ شینک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ راولپنڈی نے آج اس مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا ہے ۔ جو کہ ایک فوجی گورے پرائیویٹ لینگ کے خلاف ایک زمیندار کو گولی سے قتل کرنے کے الزام میں چل رہا تھا ۔ ملزم کو زیر دفعہ ۳۰۴ اقدام قتل کے جرم میں صرف اٹھارہ ماہ قید کی سزا دیگئی

—— مسلم (دہلی) لکھنؤ اپنے ۱۷ اگست کے پرچہ میں نہرو کمیٹی کی رپورٹ پر اظہار خیالات کرتے ہوئے لکھتا ہے ۔ کہ اس رپورٹ کے تیار کرنے میں صرف مسٹر شعیب قریشی نے مدد کی ۔ جو کہ کسی طرح بھی مسلمانوں کے نمائندہ نہیں کہلا سکتے ۔ اور یہی ڈاکٹر انصاری کے متعلق کہا جا سکتا ہے ۔ اور ان بعض دوسرے مسلمانوں کے متعلق [illegible] جنہوں نے چیئرمین کی دعوت پر نہرو کمیٹی کے بعض اجلاسوں میں شمولیت اختیار کی ؛

—— [illegible] ۱۵ اگست ۔ ۱۷ اگست [illegible] کے ہفتہ میں [illegible]

میں بارش کی یہ کیفیت رہی ۔ بالائی برہما ۔ آسام ۔ بلیسور میں کثرت ۔ جزائر خلیج بنگال ۔ زیریں برہما ۔ بنگال ۔ کونکن ۔ مالابار ۔ مدراس جنوب و مشرقی مدراس میں نارمل یعنی ضرورۃً بہار کشمیر ۔ بلوچستان ۔ گجرات بمبئی (دکن) حیدر آباد میں خاصی اور مقامات میں کم ۔ شمال و مغربی ہند اور وسطی علاقوں میں بہت ہی کم ۔

—— لاہور ۔ ۱۷ اگست ۔ سید حبیب مالک روزانہ سیاست کی ادارت میں ایک روزانہ انگریزی اخبار ینگ مسلم جاری ہونے والا ہے ۔ پہلا پرچہ غالباً یکم ستمبر کو شائع ہوگا ؛

—— امرتسر ۔ ۱۶ اگست اکالی کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے نے مزید دو سال کیلئے ڈیرہ بابا نانک ریلوے کے رہنے کی منظوری دیدی ہے ۔

—— سکندر آباد ۔ ۱۶ اپریل ۔ نظام ریلوے کی لوکو اور کیرج شاپ کے ۴ ہزار کارکنوں نے مسٹر کارٹر فورمین کی بدسلوکی کی وجہ سے ہڑتال کر دی ہے ۔ ہڑتالیوں نے پہرے لگا دئے کارخانہ بند ہو گیا ؛

—— شملہ ۔ ۱۷ اگست ۔ سر محمد حبیب اللہ ۳ سال کے لئے دہلی یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر کئے گئے ہیں ۔

—— سید حبیب ایڈیٹر روزانہ سیاست لاہور نے نہرو کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق یہ رائے دی ہے ۔ کہ وہ مسلمانوں کے لئے قابل تسلی نہیں ہے ۔ کیونکہ اس میں مسلمانوں کے فوائد سے غفلت کی گئی ہے ؛

—— حکومت پنجاب نے آبیانہ و لگان میں ۴۸ لاکھ روپے کی تخفیف کر دی ۔

—— مہاراجہ جنید کے ایڈیکانگ کو قتل کر دیا گیا ۔

—— ہیندر ناتھ شرما نے جو میرٹھ کے مقدمہ قتل میں ماخوذ ہے ۔ اپنے بیان میں کہا ۔ کہ میں نے قتل نہیں کیا ۔ مگر لاش کے ٹکڑے کئے ؛

—— کلکتہ ۔ ۱۶ اگست ۔ بنگباشی کالج کا ایک چپراسی جبکہ دس ہزار روپیہ کا تھیلہ لئے جا رہا تھا ۔ اس پر تین آدمیوں نے حملہ کر دیا ۔ دو بنگالی نوجوانوں نے قزاقوں کا مقابلہ کیا ۔ جو لاری کے ڈرائیور کو گرفتار کرنے میں کامیاب ہوئے ؛

—— لاہور ۔ ۱۹ اگست قاہرہ کا ایک پیغام مورخہ ۸ اگست مظہر ہے ۔ کہ وہاں کی پولیس نے حکومت مصر کے ایماء سے مولوی ظفر علی خاں کو مصر سے نکل جانے کا حکم دیا ۔

—— امرتسر ۔ ۱۹ اگست ۔ نوجوان بھارت سبھا کی پراونشل کمیٹی کا ایک جلسہ منعقد ہوا [illegible] برغور کیا گیا ۔ کہ سائمن کمیشن کے ورود پنجاب کے موقع پر بائیکاٹ کی تنظیم کو منظم کیا جاسکے ؛

غیر ممالک کی خبریں

—— پاینیر کا نامہ نگار لکھتا ہے ۔ کہ ترکی اور عراق کے درمیان تار برقی کی لائن کا سلسلہ قائم ہو گیا ہے ؛

—— شنگھائی ۔ ۱۶ اگست جہاز سنگسونگ کے ڈوب جانے سے ۵ سو مسافر ڈوب گئے ہیں ۔ برطانوی بحری افسران نے اس خبر کی تصدیق نہیں کی ۔

—— السیاستہ قاہرہ کا نامہ نگار رقمطراز ہے ۔ کہ ترکی میں دینی اصلاحات کا جو فسانہ زبان زد عوام ہو چکا ہے ۔ وہ محض ایک شخصی تجویز پر مبنی تھا ۔ اور لوگوں کو اس کے متعلق غور کرنا اور فریب کاریوں کا شکار ہونے سے بچنا چاہیئے حکومت ترکیہ کو سلطنت کو مذہب سے علیحدگی کے بعد سے مذہبی معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں ہے ۔ اس لئے اگر آئندہ کبھی اس قسم کا کوئی اور فسانہ شائع ہو ۔ تو مسلمانوں کو قطعاً باور نہ کرنا چاہیئے ؛

—— لندن ۔ ۱۵ اگست ۔ مسٹر ایڈون ہارڈ سابق مدیر پاینیر الہ آباد مسٹر اولانڈ ایڈا نز آنجہانی کے بعد انڈیا آفس کے افسر اطلاعات مقرر ہوئے ہیں ۔

—— اطلاع موصول ہوئی ہے ۔ کہ بیگم زاغلول پاشا سکندریہ کے بندرگاہ پر اترنے والی تھیں ۔ استقبال کے لئے لوگ ہزاروں کی تعداد میں جمع ہو گئے ۔ مگر حکام نے جہاز کو راستہ ہی میں روک لیا ۔ اور گورنر نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو ساتھ لے جانے کا حکم سنایا اور کہا کہ اگر آپ اپنی مرضی سے میرے ساتھ چلنے پر آمادہ نہ ہوں گی ۔ تو مجھے مجبوراً اس حکم کی جبراً تعمیل کرانی پڑیگی ۔ چنانچہ بیگم صاحبہ کو ایک کشتی میں سوار کر کے سکندریہ کے قریب ہی ایک گاؤں میں پہنچایا گیا ۔ جہاں سے گاڑی پر سوار کر کے سیدھے قاہرہ لے گئے ۔ سکندریہ سے قاہرہ تک ریلوے لائن پر بھی پولیس کا زبردست پہرہ لگا ہوا تھا ؛

—— لندن ۔ ۱۴ اگست ۔ آج برلنگٹن ہاؤس میں انڈین سول سروس کا فائنل امتحان شروع ہوا ۔ جس میں ۶۶ امیدوار شریک تھے ۔ ان میں ۲۵ ہندوستانی ہیں ۔ نتیجہ کا اعلان ماہ اکتوبر میں کیا جائیگا ؛

—— ٹوکیو ۔ ۱۶ اگست ۔ حال ہی میں جاپانی افواج کے جھیٹے ڈویژن کو شنٹنگ سے واپس بلانے کے لئے شاہی منظوری دیدی گئی تھی ۔ چنانچہ شاہی [illegible] کے مطابق فوج کے پہلے دستہ کو سنگتاؤ سے واپس چلے آنے کا حکم دیا گیا ہے ؛

(عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے دارالامان سے شائع کیا)

کھلی چٹھی بنام ایڈیٹر صاحب پیغام صلح

بخدمت شریف جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور دامت عنایتہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ مجھے یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی ہے۔ کہ آپ عنقریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے اظہار کے لئے اور حضورؐ کے منصب ختم نبوت کو روشن کرنے کی غرض سے پیغام صلح کا ایک خاص نمبر نکالنے والے ہیں۔ جس کا نام آپ نے "خاتم النبیین" تجویز فرمایا ہے ٭

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ اس نمبر میں آپ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب ختم نبوت کی حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے اس اختلافی پہلو کو خصوصیت کے ساتھ بحث میں لانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جو اس مسئلہ کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے دو حصوں میں کچھ عرصہ سے پیدا ہو گیا ہے ٭

بنا برین میں اس موقعہ پر آپ کو ایک نہایت قیمتی مشورہ دیتا ہوں۔ جو نیک نیتی اور خلوص پر مبنی ہے۔ اور جو انشاء اللہ آپ کو اپنے مدعا کے پورا کرنے میں بہت بڑی مدد دے گا۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ تکلیف فرما کر ایک طرف تو جناب مولوی محمد علی صاحب کی وہ تمام تحریرات جو اس مسئلہ کے متعلق موجودہ اختلاف کے ظہور سے قبل کی سلسلہ احمدیہ کے لٹریچر میں شائع شدہ ہیں۔ بہ ترتیب تواریخ اشاعت مرتب فرمائیں۔ اور جہاں تک ممکن ہو۔ کسی مخالف یا موافق حوالہ کو عمداً نظر انداز نہ کریں۔ اور قطع نظر اس سے کہ وہ کسی فریق کے خلاف ہیں۔ یا تائید میں۔ ان کو ان کی اصلی صورت میں ایک کالم میں درج کریں۔ اور دوسری طرف اسی طریق پر بالمقابل سیدنا وامامنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی وہ تمام تحریرات جو اس مسئلہ پر روشنی ڈالتی ہیں۔ اور موجودہ اختلاف کے ظہور سے قبل کی لکھی ہوئی ہیں۔ اور سلسلہ احمدیہ کے شائع شدہ لٹریچر میں آ چکی ہیں۔ انہیں بھی علی الترتیب تاریخ وار دوسرے کالم میں بغیر کسی کمی بیشی یا حاشیہ نویسی کے انہی شرائط کی پابندی سے ترتیب دے کر شائع فرمائیں ٭

اور ساتھ ہی آپ جناب ایڈیٹر صاحب الفضل کو چیلنج کریں۔ کہ وہ بھی ان تمام شرائط کی پابندی سے اسی طریق پر سیدنا وامامنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اور نیز جناب مولوی محمد علی صاحب کی ایسی تمام تحریرات کو بالمقابل دو کالموں میں شائع کریں۔ اور کسی مخالف یا موافق حوالہ کو نظر انداز نہ کریں ٭

اس طریق پر فریقین کی طرف سے فریقین کی سابقہ تحریرات کی اشاعت سے ایک طرف تو اس مسئلہ پر پوری روشنی پڑ جائیگی اور کوئی پہلو باقی نہیں رہیگا۔ اور دوسری طرف اس اختلاف کا پورا پورا تصفیہ ہو جائے گا۔ اور دنیا پر یہ حقیقت روشن ہو جائیگی کہ کونسا فریق انہی عقائد پر قائم ہے۔ جو ظہور اختلاف سے قبل وہ رکھتا تھا۔ اور کونسا فریق اپنے ان عقائد کو جن پر وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں قائم تھا۔ چھوڑ چکا ہے۔ اور چونکہ یہ تحریرات شخصی اور انفرادی حیثیت میں نہیں بلکہ سلسلہ احمدیہ کی نمائندگی کی حیثیت میں لکھی۔ اور شائع کی گئیں اور جماعت احمدیہ ان تحریرات کے لکھنے اور شائع کرنے والوں کی نمائندگی کو بالاتفاق مانتی اور تسلیم کرتی رہی ہے۔ اس لئے یہ تمام جماعت پر حجت ہونگی۔ اور کسی کے لئے بھی انکار کی گنجائش باقی نہیں رہیگی۔

اگر آپ اس طریق پر اس مسئلہ کو صاف کرنے کی طرف توجہ فرمائینگے تو یہ ہمیشہ کے لئے تمام دنیا پر آپ کا احسان رہے گا۔ کیونکہ یہ سلسلہ بہت ترقی کرنے والا ہے۔ اور ایک وقت ایسا آنے والا ہے۔ کہ حقیقۃً دنیا میں یہی ایک مذہب ہوگا۔ اور یہی ایک سلسلہ۔ اور باقی جس قدر مذاہب دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ وہ سب کے سب کالعدم ہو جائیں گے۔ اور ناقابل ذکر سمجھے جائیں گے۔ پس اگر اس وقت اس پہلی قرن میں ہی اس اختلاف کا تصفیہ ہو کر صحیح راہ پیدا ہو گئی۔ تو تمام دنیا کے لئے صحیح عقائد پر پہنچنے کا راستہ بالکل صاف ہو جائیگا پس امید ہے۔ کہ آپ ضرور ہی اس طرف توجہ فرمائیں گے۔ والسلام

مزید انکہ اس چٹھی کی ایک نقل میں نے اخویم مکرم جناب ایڈیٹر صاحب الفضل قادیان کی خدمت میں بھی بھیج دی ہے۔ اطلاعاً تحریر ہے ٭

خاکسار محمد اسماعیل (مولوی فاضل و منشی فاضل) پروفیسر جامعہ احمدیہ قادیان۔ حال وارد ڈلہوزی

آفتابِ اسلام کی ضیا باریاں

۲۰ کس کا قبول اسلام

۳ر اگست تک مختلف جگہوں پر جماعت احمدیہ کی کوشش اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مندرجہ ذیل نفوس مشرف باسلام ہوئے

نمبر	نام	مذہب	عمر	سکونت	اسلامی نام
۱	چنن سنگھ	مذہبی سکھ	۱۴ سال	ڈھاباں [illegible]	نواب الدین
۲	رام سرن	اگروال ہندو	۳۲ "	بین پوری	عبد اللہ
۳	چھنگوار	ہندو	۵۵ "	"	دین محمد
۴	گنگا دیوی	"	۴۵ "	"	بشیراں
۵	بنتی بیوہ سندوم	"	۳۵ "	سری گوبندپور	فہمیدہ
۶	ایک بچہ	"	۶ ماہ	"	۔

ان کے علاوہ ۱۴ نفوس اور عیسائیوں سے لالہ موسیٰ میں مسلمان ہوئے ہیں۔ جن کے نام اسلامی حسب ذیل ہیں:-

۷ تا ۲۰۔ باغ علی۔ برکت علی۔ رحمت علی۔ سردار علی۔ شوکت علی۔ سردار بی بی۔ زینب۔ امۃ اللہ۔ خوشی محمد۔ عالم بی بی۔ نشی محمد۔ محمد خاں۔ فضل بی بی۔ جلال بی بی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو استقامت بخشے اور ان کے اخلاص میں ترقی دے ٭

۴۰ کس عیسائی پچھلے ماہ لالہ موسیٰ میں مشرف باسلام ہوئے۔

فتح محمد سیال۔ ایم۔ اے۔ سیکرٹری صیغہ ترقی اسلام قادیان

اخبار احمدیہ

اعلان

جملہ سلسلہ احمدی احباب کی خدمت میں عرض ہے۔ جو ریاست جیپور یا راجپوتانہ کے کسی شہر یا گاؤں میں رہتے ہوں۔ یا شہر جے پور کے قریب علاقہ غیر کے شہروں یا گاؤں میں رہتے ہوں۔ کہ وہ براہ مہربانی اپنے اپنے نام اور پتوں سے مطلع فرمائیں۔ تاکہ ایک دوسرے سے تعارف پیدا ہونے پر مرکزی تحریکات اور دیگر امور سلسلہ عالیہ کے متعلق مشوروں کے حاصل کرنے میں آسانیاں ہوں۔ علاوہ ازیں مبلغین جو براہ پھلیرہ جنکشن (بی بی سی آئی) گذریں۔ وہ ضرور اپنی آمد کے متعلق اطلاع دیا کریں ٭

خادم عبد الغفور احمدی انسپکٹر سالٹ سانبھر جھیل

تلاش

ہمارا ایک بھائی عبد اللہ حسین نام دفتر سول ملٹری گزٹ لاہور میں کام کرتا تھا۔ دو ماہ کے قریب ہوئے کہ اچانک لاپتہ ہو گیا ہے۔ عمر ۲۰ سال۔ رنگ گندمی۔ قد درمیانہ۔ اگر کسی دوست کو پتہ چلے۔ تو وہ فوراً اطلاع دیں۔ خدا تعالیٰ جزا دیگا

شاہ عالم۔ احمد شاہ قادیان۔ ضلع گورداسپور

درخواست دعا

۱۔ میرا بڑا لڑکا بشیر احمد بیمار ہے۔ احباب کرام دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ جلد اسے صحت عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار غلام قادر شرق سکرٹری انجمن احمدیہ بنگلو

۲۔ خاکسار چند ایک خانگی مشکلات کے باعث سخت پریشان ہے احباب دعا فرمائیں۔ کہ مولا کریم ان سے نجات بخشے۔

نیازمند میاں علی اکبر احمدی دیہرہ سندہ سیالکوٹ

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ۱۲ر اگست کو میرے گھر لڑکا عطا کیا۔ حضرت اقدس اور تمام احمدی احباب سے درخواست ہے۔ کہ بچے کی درازی عمر۔ صالح اور خادم دین ہونے کی دعا فرمائیں۔ خاکسار عبد الحلیم خاں احمدی میر منشی کیبلانہ ڈپو

دعائے مغفرت

میری لڑکی امۃ الرشید بعارضہ بخار ۱۳ر اگست کو فوت ہو گئی ہے۔ دوست دعائے مغفرت فرمائیں۔

خاکسار نور احمد خاں مہر لنگر خانہ قادیان

الفضل
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نمبر ۱۶ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۲۸ء | جلد ۱۶

اختلاف عقائد کے باوجود اتحادِ عمل

(از جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے سکرٹری ترقی اسلام قادیان)

اس میں کون شک کرسکتا ہے۔ کہ اسلام ہندوستان میں آج کل عظیم الشان خطرہ کا سامنا کر رہا ہے۔ مسلمانوں کو حکومت کھوئے ایک زمانہ گذر چکا ہے۔ اس کے بعد انھوں نے تدریجاً اپنا رعب۔ اپنی وجاہت اور اپنے اموال کھو دیئے۔ تعلیم میں ہمسایہ اقوام سے پیچھے رہ گئے۔ اور وُہ جو کسی زمانہ میں تمام ہندوستان کے مالک تھے۔ ان کی کمزوری غربت۔ جہالت اور آپس میں تفرقہ کو دیکھ کر ہمسایہ اقوام اس بات پر آمادہ ہوگئیں۔ کہ جس طرح انھوں نے مسلمانوں کی دنیا تباہ کر دی ہے۔ اسی طرح ان کے دین کو بھی تباہ کر دیں۔ اور مسلمانوں کو یا تو ہندو بنا لیا جائے۔ یا ہندوستان سے نکال دیا جائے۔

اس سکیم کے مطابق اسلام پر جو پہلا حملہ ہُوا۔ وہ مسلمانوں کی شدھی کا سلسلہ تھا۔ اس حملے سے مسلمانوں میں ایک قسم کا انتباہ پیدا ہُوا۔ اور تحریک شدھی کا ایک حد تک مقابلہ کیا گیا۔ لیکن اس بات سے کون واقف نہیں ہے۔ کہ سلسلہ شدھی ابھی تک جاری ہے۔ اور اسلام خطرہ سے نکلا نہیں۔ اس تحریک میں بھی مسلمانوں نے اپنی عادت کے مطابق ابتدا میں جوش اور اتحاد کا اظہار کیا۔ لیکن چند مہینوں کے کام کے بعد ان کا اتحاد انشقاق میں اور جوش سستی میں بدل گیا۔ اور قلیل من عبادی الشکور کے ماتحت اب بہت ہی تھوڑے آدمی ہیں۔ جو اس میدان میں کام کر رہے ہیں۔ تحریک شدھی ابھی زوروں پر تھی۔ کہ جولائی ۱۹۲۳ء میں سوامی شردھانند صاحب اور دوسرے ہندو لیڈروں نے سنگھٹن پر زور دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ تمام ہندوستان میدان جنگ کا نقشہ پیش کر رہا ہے۔ اور ایک انتظام اور سکیم کے ماتحت جھگڑے فساد پیدا کئے جاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو نقصان پہونچایا جاتا ہے اور جو اس سے بچ رہتے ہیں۔ وُہ زبردست ہمسایہ قوم کے رسُوخ۔ طاقت اور دولت کی بدولت جیل خانوں میں دھکیل دئیے جاتے ہیں۔

اسی ضمن میں مسلمانوں کے آقا اور مولیٰ کی توہین کرنے کے لئے اور مسلمانوں میں سے رہی سہی غیرت کو دُور کرنے کے لئے تمام ہندوستان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ہتک آمیز کتب تصنیف کی گئیں۔ جس کے نتیجہ میں پنجاب میں ایک قیامت برپا ہوگئی۔ اور "رنگیلا رسول" اور "ورتمان" جیسے کیسز ظہور میں آئے۔ اور ان مقدمات کی شہرت انگلستان اور امریکہ تک پہونچی۔ اور "ٹائمز آف انڈیا" کو بھی اس کے متعلق ایک زبردست نوٹ شائع کرنا پڑا۔ سوامی شردھانند آنجہانی کا قتل اگرچہ ایک مخبوط الحواس شخص کا انفرادی فعل تھا۔ لیکن ہندو قوم نے اس شنیع فعل سے اور سوامی شردھانند کو شہید کا درجہ دے کر ایک زبردست سیاسی فائدہ اٹھایا۔ اور ہندو قوم میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف غیظ وغضب کی ایک لہر پھیل گئی۔ اور سوامی شردھانند کے قتل کی یادگار قائم کرنے اور اس کے عجیب وغریب مقاصد زندگی سنگھٹن اور شدھی کو جاری رکھنے کے لئے لکھو کھا روپیہ جمع کیا گیا۔ مسلمانوں کا اظہار تاسف اور قاتل سے بیزاری کسی کام نہ آئی۔ اور ہندوؤں کا جوش مسلمانوں کے خلاف ویسا ہی قائم رہا۔ بلکہ روز بروز بڑھتا چلا گیا۔

اپنی جان بچانے کے لئے ایک حقیر کیڑا بھی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے ان متواتر حملوں سے مسلمانوں میں بھی بیداری پیدا ہوئی۔ اور پہلا سوال جو اٹھایا گیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ مسلمانوں میں اتحاد عمل پیدا کیا جائے۔ کیونکہ اور امراض کے علاوہ سب سے بڑی مصیبت جو اسلام پر تھی۔ وُہ مسلمانوں کا باہمی فساد۔ تفرقہ اور تشتت تھا۔ اور اکابرین قوم اس بات کی تلاش میں تھے کہ کوئی ایسا اصل وضع کیا جائے جس پر مسلمانوں کے تمام فرقے مل کر کام کرسکیں۔ اور تمام مسلمان متحد ہو کر اس خطرۂ عظیم کا مقابلہ کرسکیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ زندگی اور موت کا سوال تھا اور الاتحاد فی العمل مع الاختلاف فی العقائد کی آواز سے ہندوستان گونج اٹھا۔ اور مسلمانوں کی کوئی جماعت نہیں۔ اور نہ ہی کوئی اخبار۔ پرچہ یا رسالہ ہے جس نے اس بات پر زور نہ دیا ہو۔ مسلمان کی تعریف کے متعلق سوال تھا۔ جس پر جماعت احمدیہ کی طرف سے اس بات کا اعلان کیا گیا۔ کہ باہمی تعاون کے اصل کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلمان کی تعریف وُہ ہے۔ جو غیر مذاہب اور مخالفین اسلام پیش کریں۔ یعنی باہمی تعاون کے لئے ہم تمام ان لوگوں کو مسلمان سمجھیں گے۔ جن کو عیسائی اور ہندو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور ان سے ایسا ہی سلوک کرتے ہیں۔ جیسا کہ ان کو ایک مسلمان سے کرنا چاہیئے۔ اور گورنمنٹ ان کو مسلمان گردانتی اور شمار کرتی ہے۔ اور ان سے ویسا ہی سلوک کرتی ہے۔ اس لئے تمام لوگوں کو خواہ وُہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ آپس میں ایک جان اور یکزبان ہو کر مخالف کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ مصیبت کے بادل پھٹ جائیں۔ ہماری مصیبت کی رات دن سے بدل جائے۔ اور دشمن ہمیشہ کے لئے اسلام کو ہندوستان سے نابود کرنے میں مایوس ہو جائے۔

مسلمانوں نے اس متفقہ فیصلہ کو جو عین فطرت انسانی اور امانت و دیانت کے مطابق تھا۔ بڑی خوشی سے تسلیم کیا سوائے ایک خاص فرقہ کے لوگوں کے باقی تمام ہندوستان کے مسلمانوں نے متفق اور ہم آہنگ ہو کر اس بات کا فیصلہ کیا۔ کہ باوجود اختلاف عقائد کے تمام مسلمانان ہند سیاسی۔ تمدنی اقتصادی اور مشترکہ مذہبی امور میں ایک دوسرے کے معین و مددگار ہونگے۔ اور جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی حفاظت کے لئے یہودیوں اور مشرکوں تک سے تحریری معاہدہ کر لیا تھا۔ تو کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ ہم سب لوگ جو اسلام کے نام لیوا ہیں۔ باوجود اختلاف عقائد کے آپس میں مل کر اسلام سے دفاع نہ کریں۔ اور اتفاق واتحاد جیسی نعمت سے محروم رہیں۔ اور خاصکر تحفظ ناموس رسول کریم صلعم جیسے کام میں مسلمانوں کی اقتصادی یا تعلیمی حالت کو درست کرنے کے لئے بھی ایک دوسرے کی مدد نہ کریں۔

اس معاہدہ کی بنا پر جو کسی کاغذ یا تختہ پر تو نہیں لکھا گیا۔ لیکن ایمانداروں کے لوح دل پر اس کا ضرور گہرا نقش موجود ہے قادیان کی طرف سے متعدد اسلامی تحریکات جاری کی گئیں جو ہماری توقعات سے بڑھکر مفید اور کامیاب ثابت ہوئیں۔ یہ اللہ تعالےٰ کا سراسر فضل اور احسان ہے۔ ان تحریکات میں زمانہ کے لحاظ سے سب سے آخری تحریک ۱۷ جون کے جلسہ کی

حضور پر نور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل اور مناقب کے بیان کرنے کی ضرورت آجکل اظہر من الشمس ہے وہ لوگ جو اپنی جہالت کی وجہ سے حضورؐ کے متعلق گستاخی سے پیش آنے سے اپنی دنیا اور عاقبت دونوں کو تباہ کر رہے ہیں۔ اس کی ذمہ واری کلیتہً ہم پر عائد ہوتی ہے۔ جو جانتے ہیں پر دوسروں کو تبلاتے نہیں۔ سمجھتے ہیں پر دوسروں کو سمجھاتے نہیں۔ جو محبت کا دم تو بھرتے ہیں۔ لیکن حضور کے ناموس کی حفاظت کے لئے اپنی زبانوں کو ہلانا۔ یا قلموں کو جنبش دینا وضع داری اور تہذیب کے خلاف تصور کرتے ہیں ان تمام ضرورتوں کو پورا کرنے اور مسلمانوں میں اتحاد اور اتفاق کا احساس پیدا کرنے کے لئے ۱۷ جون کے جلسے مقرر کئے گئے تھے۔ اور اس میں ہندو صاحبان کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ کہ یہ بابرکت دن جس طرح مسلمانوں میں وحدت کی روح پھونکنے والا ہو۔ اسی طرح اقوام ہند کی باہمی منافرت کو بھی دور کرنے والا اور ہر قوم اور ہر فرقہ کے لئے صلح ومحبت اور آشتی کا دن ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری امید بر آئی اور بے نظیر کامیابی حاصل ہوئی ؂

لیکن افسوس ہے۔ کہ بعض مسلمان لیڈروں اور اخباروں نے آخری ایام میں اس تحریک سے اختلاف ظاہر کیا۔ اور یہ محض اس لئے کہ اس کے محرک احمدی ہیں۔ ان لوگوں کو مسلمانوں کا اتحاد اور تعاون علی البر والتقویٰ پسند نہ آیا۔ احمدی جماعت پر بعض غلط الزامات لگا کر اس بات کا مطالبہ بڑے زور سے شروع کر دیا کہ عامۃ المسلمین کی رہنمائی کا امام جماعت احمدیہ کو ایسے کاموں میں حق حاصل نہیں ہے۔ اس قسم کے اعتراض کا اٹھانا کوتاہ اندیشی اور انتہائی تعصب ہی نہیں۔ بلکہ موجودہ حالات کے ماتحت مسلمانوں کے باہمی سمجھوتہ کے بھی خلاف ہے اور اسلامی قوم سے غداری ہے۔ اس نیک۔ بابرکت اور مبارک تحریک کا محض اس وجہ سے مقابلہ کرنا اور اس سے اختلاف کرنا کہ اس کے محرک امام جماعت احمدیہ قادیان ہیں۔ اور اس کا انتظام قادیان کے رہنے والے بعض لوگوں کے ہاتھ میں ہے الاتحاد فی العمل مع الاختلاف فی العقائد کے اصل کے بالکل خلاف ہے۔ اور یہ ایسا اصل ہے۔ کہ اس کو چھوڑ کر مسلمان کبھی بھی ہندوستان میں کامیاب نہیں ہو سکتے ؂

اس بات کی کوشش کرنا۔ کہ مسلمانوں کے مختلف فرقے اپنے اپنے مخصوص عقائد کو چھوڑ کر اتحاد کریں۔ بالکل عبث ہی اور ہندوستانی مسلمانوں کی پچھلی ایک سو سال کی تاریخ اس امر کی شاہد ہے۔ مسلمان ہمیشہ اس بات کی کوشش کرتے رہے کہ پہلے وہ عقائد میں اتحاد پیدا کریں۔ اور مختلف فرقے نابود ہو کر ایک ہی فرقہ ہو جائے۔ تب وہ متحد ہو کر کوئی کام کرینگے مگر اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مسلمان کمزور سے کمزور ہو گئے۔ اور مسلمانوں کے مختلف فرقے ویسے کے ویسے موجود ہیں۔ بلکہ اختلافات پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ اس لئے اگر ہم بغیر سوچے کے اندھا دھند اس پالیسی پر زور دیتے چلے جائیں۔ تو اس کا نتیجہ پہلے کی طرح خطرناک ثابت ہوگا۔ اور مسلمانوں میں کبھی بھی اتحاد نہ ہوگا۔ لیکن اگر ہم اس بات کو مان لیں۔ ایک شیعہ مختار ہے۔ کہ وہ اپنی خصوصیات کو قائم رکھتے ہوئے اسلام کا خادم ہو۔ اور ایک حنفی حنفیت کی خصوصیات کو قائم رکھتے ہوئے اسلام کا خادم ہو۔ اور ایک احمدی احمدیت کی خصوصیات کو قائم رکھے۔ اور پھر اسلام کا خادم بھی ہو اور اسی طرح تمام فرقے اپنی اپنی خصوصیات کو قائم رکھ کر کم از کم مشترکہ امور میں متحد ہو کر اسلام کی خدمت کریں۔ تو یہ ایک ایسی بات ہے۔ جو علاوہ معقول ہونے کے قابل عمل بھی ہے۔ اور ۱۷ جون کے جلسہ کی تحریک نے اس کو عملی رنگ میں ثابت بھی کر دیا ہے۔

اس تحریک میں مختلف فرقوں کے اتحاد نے ایسا اثر اور جذبہ پیدا کر دیا۔ کہ ہندو۔ سکھ اور عیسائی بھی خوشی سے جلسوں میں شامل ہوئے۔ اور یہ تحریک صرف ہندوستان ہی تک محدود نہیں رہی۔ بلکہ ایران۔ عربستان۔ انگلستان۔ ماریشس۔ سماٹرا۔ مشرقی افریقہ یعنی کینیا کالونی وغیرہ اور مغربی افریقہ یعنی نائیجیریا۔ گولڈ کوسٹ وغیرہ اور آسٹریلیا تک میں اس کا اثر پہونچا ہے اور بلاد خارجہ میں جہاں جہاں ہندوستانی مسلمان پائے گئے ہیں۔ ۱۷ جون کو یوم رسول منایا گیا ہے۔ اور بعض مقامات جہاں جلسے کئے گئے ہیں۔ قادیان سے آٹھ دس ہزار میل کے فاصلہ پر ہیں ؂

احمدی جماعت پر یہ اعتراض کرنا کہ اُن کا عام مسلمانوں میں ایسی تحریکات کرنے کا حق نہیں۔ یہ اس پر کوئی الزام نہیں۔ ہاں یہ الزام ہو سکتا ہے۔ کہ عام مسلمانوں کی طرف سے کوئی نیک اور متحد کرنے والی تحریک ہو۔ اور احمدی اس میں حصہ نہ لیں۔ پس بعض اخبارات کا یہ مطالبہ کہ احمدی اپنے عقائد کو چھوڑ کر اس قسم کی تحریک کرنے کے حقدار ہیں۔ دراصل اس اتحاد کو توڑتا ہے۔ جس کو سمجھدار مسلمانوں نے تسلیم کیا۔ اور جس کے نتیجہ میں ۱۷ جون کے جلسے نہایت شاندار ہوئے۔ اب اسلام کی زندگی اس میں ہے۔ کہ الاتحاد فی العمل مع الاختلاف فی العقائد کے اصل کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ خصوصاً ان حالات میں جب کہ اس اصل پر چل کر مسلمانوں کو عظیم الشان کامیابی حاصل ہو چکی ہے۔ اور موجودہ حالات میں مسلمانوں کی نجات اسی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق بخشے۔ کہ اسلام کی خاطر اپنے نفسانی جذبات کو بھول جائیں۔ اور متحد ہو کر اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کر سکیں ؂

واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

"زمیندار" اور "تازیانہ"

اخبار زمیندار (۲۱ر اگست) لاہور سے ایک ہفتہ وار اخبار "تازیانہ" نام کے اجرا کا ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے:۔

"ہم جہاں اس مشام پرور گلدستہ کے گلہائے بوقلموں کی رنگینی اور عطر بیزی میں رطب اللسان ہیں۔ وہاں اس چیز کے اظہار سے بھی ہمیں کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ کہ ہمیں ان پھولوں کے پہلو میں ایک خوفناک کانٹا بھی نظر آیا۔ ہماری مراد اس شذرہ سے ہے جس میں ان لوگوں کے رویہ کی مذمت کی گئی ہے۔ جنھوں نے قادیانیوں کے ۱۷ جون کے جلسوں کی مخالفت کی"۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے اظہار کے لئے منعقد شدہ جلسوں کے ذکر کا مدیر زمیندار کے سینہ میں خوفناک کانٹے کی طرح اتر جانا اس محبت اور عقیدت کا ایک بین ثبوت ہے۔ جو اس کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ لیکن اُسے معلوم ہونا چاہئے۔ یہ ایک ایسا کانٹا ہے۔ جو اس کے پہلو میں اس وقت تک برابر کھٹکتا رہیگا جب تک کہ دنیا میں ایک بھی کلمہ گو اور پیرو رسول صلعم موجود ہے ؂

پھر لکھا ہے:۔

"یہ شذرہ اصول صحیفہ نگاری سے بالکل گرا ہوا ہے۔ اور اسی قسم کے اغراض کے ماتحت لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جن کے ماتحت قادیانیوں نے ۱۷ جون کے جلسوں کا ڈھونگ رچایا تھا"

"قادیانیوں نے تو یہ ڈھونگ صرف اس لئے رچایا تھا" کہ زمیندار جیسے عدوان محمدؐ نے حضورؐ کی ذات کے متعلق جو غلط فہمیاں پیدا کر رکھی ہیں۔ ان کا ازالہ کیا جا سکے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ "تازیانہ" نے بھی ان لوگوں کے رویہ کی مذمت کر کے جنھوں نے ایسے مقدس کام میں روکاوٹیں پیدا کیں۔ اور اپنے لئے سامان روسیاہی فراہم کیا۔ اس فرض کو ادا کیا۔ جو بحیثیت ایک خادم رسول اس پر عائد ہوتا تھا۔ "زمیندار" کو اس پر زبان طعن دراز کرنے کی بجائے سبق حاصل کرنا چاہئے ؂

نہرو کمیٹی کی رپورٹ اور مسلمان

نہرو کمیٹی نے ہندوستان کے سیاسی مسائل کے متعلق جو طویل رپورٹ مرتب کی ہے۔ وہ اخبارات میں شائع ہو گئی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ تمام کونسلوں کے حلقہ ہائے انتخاب مشترک اور مخلوط ہوں۔ جہاں مسلمانوں کی آبادی قلیل ہے وہاں مسلمانوں کے لئے اور صوبہ سرحدی میں جہاں ہندوؤں کی قلت ہے

ان کے لئے نشستیں مخصوص کی جائیں۔ پنجاب اور بنگال میں کسی کے لئے نشستیں مخصوص نہ ہوں۔ سندھ کو صوبہ بمبئی سے علیحدہ کیا جائے۔ کرناٹک بھی علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے۔ اور جتنے نئے صوبے بنیں۔ ان میں مشترک اور مخلوط انتخاب کا طریق رائج ہو۔

مسلمانوں کی سی غریب پس ماندہ اور تعلیم میں پس افتادہ قوم کے لئے اس سے بڑھکر تباہی کا موجب اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ کہ اسے ہندوؤں کی سی مالدار۔ کثیر التعداد اور غلبہ و رسوخ رکھنے والی قوم کے ساتھ مشترک اور مخلوط انتخاب کے لئے مجبور کیا جائے۔ اور پھر ان کیلئے نشستیں بھی محفوظ نہ ہوں۔ اس طرح اول تو مسلمانوں کا کسی انتخاب میں کامیاب ہونا ہی بہت مشکل ہے۔ اور اگر کوئی کامیاب بھی ہو جائے۔ تو پنجاب اور بنگال ایسے صوبوں میں بھی ان کے نمائندوں کی تعداد نہایت ہی قلیل ہوگی ؛

مسلمانوں کو چاہئیے کہ نہرو کمیٹی کی رپورٹ کے متعلق متفقہ اور متحدہ طور پر اظہار ناپسندیدگی کریں۔ اور مخلوط انتخاب کو کسی صورت میں منظور کرنے کیلئے تیار نہ ہوں ؛

کرب اور مصیبت کے ایام

جس طرح ماں اپنے پیارے بچوں کی اصلاح کیلئے تنبیہ کرنا بھی ضروری سمجھتی ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ جو کہ ماں سے بھی زیادہ اپنی مخلوق سے محبت رکھتا ہے۔ اپنے بندوں کی بہتری اور بھلائی کے لئے انہیں مشکلات میں سے گذارتا ہے۔

آجکل امساک باراں کی وجہ سے جو حالت تمام ہندوستان کی عموماً اور شمالی ہند کی خصوصاً ہو رہی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ مخلوق کیلئے یہ نہایت ہی کرب اور مصیبت کے دن ہیں۔ اگر لوگ اپنے گناہوں پر سچے دل سے شرمسار ہوں۔ برائیوں اور بدکاریوں کو چھوڑ دیں۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔ جس کے لئے خدا نے بندوں کو پیدا کیا ہے۔ تو خدا تعالےٰ ان کی مصیبت دور۔ دکھ کو آرام اور آسائش سے بدل سکتا ہے۔ مسلمانوں کو چاہئیے کہ ان ایام میں خاص طور پر توبہ و استغفار پر زور دیں۔ صدقے کریں۔ دینی احکام کو صحیح طور پر سمجھکر ان پر عمل کریں۔ اور اپنے اعمال اور اقوال سے خشیت اللہ کا ثبوت دیں۔ تاکہ خدا تعالےٰ کی رحمت جوش میں آئے۔ اور مصیبت کے ایام لمبے نہ ہوں۔ بلکہ منقطع ہو جائیں۔

اگر لوگ اب بھی اپنی اصلاح کر لیں۔ اور خدا تعالےٰ نے ان کی اصلاح کیلئے جو مامور بھیجا ہے۔ اسے قبول کر لیں۔ تو وہ ارضی اور سماوی آفات سے بچ سکتے ہیں۔ خدا تعالےٰ ان کو اس کی توفیق دے ؛

اشارات

پیغام کے "آخری ہی نمبر" کی قبولیت کے آثار تو بقول اس کے اسی دن سے نمایاں تھے۔ جبکہ اس کا اعلان کیا گیا تھا۔ اور دنیا بڑی بے تابی سے "تمام ظاہری و باطنی خوبیوں میں اپنی مثال آپ" ہونے کی وجہ سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اسی لئے ایک طرف تو خود مولوی محمد علی صاحب نے ایک لاکھ کی تعداد میں چھپوانے کی تجویز کا اعلان کیا۔ اور دوسری طرف پیغام یہ اطلاع دیتا رہا۔ کہ اگر اطلاع دینے میں ذرا بھی توقف ہوا تو منگانے والوں کو اس "شاندار" نمبر سے محروم رہنا پڑیگا۔ لیکن نہ معلوم اب کیا ہو گیا۔ کہ پیغام کو لکھنا پڑا۔

"آخری نبی نمبر کی خریداری کے سلسلہ میں احباب کو کئی بار توجہ دلائی گئی۔ مگر اس سے کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ اکثر احباب اور بہت سی جماعتیں ابھی تک خاموش ہیں"۔

اکثر احباب اور بہت سی جماعتیں اس لئے خموش ہونگی کہ انہوں نے سمجھ لیا ہے۔ ایک لاکھ کی تعداد اتنی قلیل ہے۔ کہ انہیں کوئی پرچہ مل ہی نہیں سکیگا۔ "پیغام صلح" اس پرچہ کو کئی لاکھ کی تعداد میں چھاپنے کا اعلان کر دے۔ اور پھر دیکھے اس کے احباب کی مہر خموشی کس طرح ٹوٹتی ہے۔

پیغام نے اپنے احباب کی طرف سے مایوس ہو کر اعلان عام کر دیا ہے۔ کہ "جو صاحب اس نمبر کو منگوانا چاہیں وہ ایک کارڈ بنام سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام بھجوا دیں۔ تو پیغام صلح لاہور کا یہ نمبر انہیں یوم میلاد سے دو تین روز پہلے بھیجدیا جائے گا"۔

لیکن "ایک کارڈ" بھجوا دینا بھی خواہ مخواہ کی دردسری ہے۔ جسے برداشت کرنے کیلئے شائد ہی کوئی تیار ہو۔ اس لئے اس نمبر کی تقسیم کا کوئی اور انتظام سوچنا چاہئیے۔ اور اس سے بہتر کیا انتظام ہوگا۔ کہ ہر جگہ شارع عام پر اس نمبر کے ڈھیر لگا دئے جائیں۔ جن کے اوپر "لاہور کے ایک قابل آرٹسٹ" سے "ہندوستان کے سب سے بڑے مصور جناب عبدالرحمن صاحب چغتائی کی زیر ہدایت "صلائے عام" کے زیر عنوان یہ فقرہ سنہری حروف میں لکھکر لگا دیا جائے۔ "جو چاہے اور جس قدر چاہے اس ڈھیر سے اٹھا لے"۔ اس طرح کافی سے زیادہ اشاعت ہو جائیگی۔

الفضل کی نقل میں "پیغام" نے "آخری ہی نمبر" نکالنے کا اعلان تو کر دیا۔ لیکن یہ نقل اس وقت تک پوری نہ ہو سکتی تھی۔ جب تک اسی قسم کے جلسے بھی نہ ہوتے جن پر الفضل کا خاتم النبیین نمبر شائع ہوا تھا۔ اس کمی کو پورا کرنے کیلئے سکرٹری انجمن اشاعت اسلام نے میلاد النبی کے موقعہ پر جلسے کرنے کی تحریک بھی کر دی ہے۔ نہ معلوم اس تحریک کا سہرا "امیر ایدہ اللہ" کے سر کیوں نہ باندھا گیا۔ شائد ناکامی کے خوف سے وہ اس کیلئے تیار نہ ہوئے ہوں۔ لیکن جس انجمن کے وہ پریذیڈنٹ ہیں۔ اس کے سیکرٹری کا اعلان انہی کا اعلان سمجھا جائیگا۔

اس تحریک میں اس قدر نقالی سے کام لیا گیا ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ کو بھی اسے "قادیانیوں کی ریس" قرار دینا پڑا۔ اس ریس کیلئے موقعہ تو اچھا تاڑا گیا ہے۔ کہ "مسلمان اپنے شہروں میں اس موقعہ پر جلسوں کا انتظام کرتے ہیں"۔ پیغام والے اس دفعہ کے جلسوں کو اپنی تحریک کی کامیابی قرار دے لینگے۔ لیکن یہ صاف اور صریح دھوکہ دہی ہوگی۔ اگر اہل پیغام اس سے بچنا چاہتے ہیں۔ تو میلاد کے عام جلسوں سے علیحدہ جلسے کرائیں اور ان میں مسلمانوں کی اس غلطی کے متعلق لیکچر دیں جس کا ذکر مولوی محمد علی صاحب ۷ راگست کے پیغام میں اس طرح کر چکے ہیں:

"مسلمان اس غلطی میں مبتلا ہیں۔ کہ ایک پرانا نبی آنحضرت صلعم کے بعد آئے گا۔ جس سے ختم نبوت پر زد پڑتی ہے"۔

جب یہ جلسے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی ثابت کرنے کیلئے کئے جائیں گے۔ تو ضروری ہے۔ کہ مسلمانوں کی جس غلطی سے ختم نبوت پر زد پڑتی ہے۔ اسے دور کیا جائے۔ ورنہ ان کا دنیا میں یہ اعلان کرنا کہ ہم یوم آخری نبی منائیں گے۔ اور پھر میلاد النبی کے جلسے کرنے والوں کے دامن میں جا منہ چھپانا حد درجہ کی بے غیرتی ہے۔

اخبار "الجمعیتہ" میں جس کی پیشانی پر لکھا ہوتا ہے۔ "جمعیتہ علماء ہند کا واحد ترجمان" عام طور پر ایسی باتیں چھپتی رہتی ہیں۔ جو نہایت مضحکہ خیز ہوتی ہیں۔ لیکن جن علماء کا اخبار "ایک نومسلمہ کفاروں کے نرغے میں" کا عنوان جلی قلم سے لکھ سکتا ہے۔ اس کے متعلق تعجب نہیں ہونا چاہئیے۔ اگر وہ بغیر سوچے سمجھے جو کچھ اس کے پاس پہونچے۔ اسے شائع کر دے۔ ہم اسے مشورہ دیں گے۔ اگر وہ عقل و فکر سے کام لے تو "علماء" کے لئے سامان ندامت فراہم کرنے کی بجائے باعث توقیر بن سکتا ہے ؛

ہندوؤں کی توہم پرستی کا ذکر کرتا ہوا اخبار پرکاش (۱۲ راگست) لکھتا ہے:۔ کہ ہوشیار پور کے ہندو ایک ۱۲/۱ ۸ سالہ لڑکی کو کرشن اوتار قرار دے رہے ہیں۔ اور کیوں قرار نہ دیں۔ جب بالفاظ پرکاش اگر زبردست نشان دیکھ رہے ہوں۔ کہ لڑکی بے ہوش ہو جاتی ہے ؛

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن کریم ایک بیش بہا خزانہ ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۷ راگست ۱۹۲۸ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

چونکہ ان دنوں روزانہ درس ہوتا ہے۔ اور درس کے کام کی وجہ سے ظہر سے پہلے کا وقت بھی مشغول ہوتا ہے۔ اور بعد کا بھی درس میں لگتا ہے۔ اس لئے جمعہ کے خطبہ کو ضرورتاً مختصر کرنا پڑتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ

وعظ اور نصیحت

جس کی غرض سے خطبہ بیان کیا جاتا ہے۔ اس میں جو کہ خطبہ کے وقت سے واقع ہو سکتی ہے۔ اس سے کہیں زیادہ برکات اس وجہ سے نازل ہوتی ہیں۔ کہ جماعت کے مختلف حصوں اور طبقوں کے آدمی جمع ہو کر خدا کے کلام کو سنتے۔ سمجھتے یاد کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو سمجھانے کے ارادے سے نوٹ کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ قرآن پاک وہ ہدایت نامہ ہے جس سے بڑھکر اور کوئی ہدایت نہ آئی اور نہ آسکتی ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے

شریعت کا دروازہ

ہمیشہ کیلئے بند کر دیا۔ اور قرآن کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں آسکتی۔

پس اس کلام کی خدمت جسے خدا تعالےٰ نے ابدالآباد تک دنیا کی ہدایت کے لئے مقرر فرمایا۔ اور جس کو ہمیشہ قائم رکھنے کا ارادہ وہ رکھتا ہے۔ سب سے بڑی خدمت ہے۔

قرآن پاک ایک ایسی دولت اور ایسا

بیش بہا خزانہ

ہے۔ کہ اس کی اور کوئی نظیر ہی نہیں۔ جس وقت کفار نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خزانہ کا مطالبہ کیا۔ تو خدا تعالےٰ نے قرآن کریم کو پیش کیا۔ اور فرمایا۔ ہمارے رسول کا یہ خزانہ ہے۔ اور اس میں شک بھی کیا ہے۔ کہ جو کلام خدا تعالےٰ سے مل سکتا ہے۔ اس سے بڑھکر اور کوئی خزانہ نہیں ہو سکتا۔ دنیا کے مال چوری ہو جاتے ہیں۔ ان میں گھاٹے پڑ جاتے ہیں۔ زمینداروں کے کھلیان آگ سے جلکر خاک ہو جاتے ہیں قیمتی اسباب اتفاقی حادثات سے گم ہو جاتے ہیں۔ پامال ہو جاتے ہیں۔ ظالم لوگ ملک پر قابض ہو کر لوگوں کو لوٹ لیتے ہیں۔ حکومتیں سختی سے لوگوں کے مال چھین لیتی ہیں۔ لیکن ایک چیز ہے۔ جسے نہ کوئی چوری کر سکتا ہے۔ نہ چھین سکتا ہے۔ نہ لوٹ سکتا ہے۔ نہ وہ گم ہو سکتی ہے۔ نہ جل سکتی ہے۔ اور وہ

بندہ کا خدا سے تعلق

ہے۔ وہ ایسی مخفی اور محفوظ جگہ رکھی جاتی ہے۔ کہ اولیاء لکھتے ہیں۔ یہ تعلق ایسا مخفی ہوتا ہے۔ کہ پیر نہیں جانتا کہ میرے مرید کا خدا سے کتنا تعلق ہے۔ اور مرید نہیں جانتا کہ پیر کا کیا مقام ہے۔ گویا خدا سے تعلق ایک ایسی قیمتی چیز ہے۔ کہ دوسروں کو اس کے متعلق علم بھی نہیں ہو سکتا۔ صرف مامور کے مقام کو خدا تعالےٰ ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس کے بغیر دنیا ہدایت کی طرف نہیں آسکتی۔ اس لئے خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنے کی خاطر جن لوگوں نے اپنے کام کاج چھوڑ رکھے ہیں۔ اور درس القرآن میں شامل ہوتے ہیں۔ وہ ضرور انعام پائیں گے۔

یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ ہماری جماعت سے مخصوص ہے۔ کہ دور دور سے لوگ قرآن سیکھنے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔

اسلام کا مدار

قرآن کریم پر ہے۔ مگر دنیا کے کسی مدرسہ میں قرآن نہیں پڑھایا جاتا۔ بے شک قرآن کے الفاظ پڑھائے جاتے ہیں۔ تفاسیر پڑھائی جاتی ہیں۔ قرآن کے لفظوں کے معنی بھی پڑھائے جاتے ہیں۔ مگر قرآن کہیں نہیں پڑھایا جاتا۔ تفاسیر میں صرف ایک انسان کے خیال ہوتے ہیں۔ قرآن کا ترجمہ ایسی طرز میں پڑھانا۔ کہ پڑھنے والا اس سے خود استدلال کر سکے۔ یہ قرآن کا پڑھانا ہے۔ اور قرآن پڑھانے کا اصل مفہوم یہی ہے۔ کہ لوگوں میں

مضامین کے استخراج کی استعداد

پیدا ہو جائے۔ اور اس کی خوبیوں سے آگاہ ہو کر اس سے محبت بڑھے۔ ایک مصری عالم لکھتا ہے۔ قرآن دنیا میں آیا۔ تو زندوں کے لئے تھا۔ مگر اب مسلمانوں میں مردوں کے لئے رہ گیا ہے۔ یعنی وہ زندگی بھر تو اس کو چھوتے نہیں۔ لیکن مرنے کے بعد قبر کے چاروں کونوں پر قرآن خواں بٹھا دئے جاتے ہیں۔ اس سے نہ تو پڑھنے والوں کو نفع پہنچتا ہے۔ اور نہ مردہ کو۔ پڑھنے والوں کو اس کا کوئی فائدہ اس لئے نہیں ہوتا۔ کہ وہ اپنے لئے نہیں۔ بلکہ کسی کے لئے پڑھتے ہیں۔ اور مردہ کو اس لئے نہیں ہوتا۔ کہ اس نے عمل کرنے کے وقت اسے پڑھا نہیں۔ یہ

اللہ تعالےٰ کا فضل

ہے۔ کہ اس نے قرآن کو بند کتاب کی طرح نہیں رکھا۔ بلکہ یہ ایک

کھلا خزانہ

ہے۔ جس کے تمام دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر لوگ قرآن کی طرف توجہ کریں۔ تو مذاہب کا فیصلہ کرنا بہت آسان ہو جائے۔ قرآن کبھی یہ نہیں کہتا۔ کہ چونکہ میں یہ بات کہتا ہوں۔ اس لئے اسے مان لو۔ بلکہ ہر بات کے لئے عقلی و نقلی

ثبوت اور مشاہدہ

پیش کرتا ہے۔ گویا دھینگا مشتی سے کوئی بات نہیں منواتا لیکن ساری مصیبت یہ ہے۔ کہ لوگ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اور اپنے ڈھکوسلوں میں الجھ کر رہ جاتے ہیں۔

آج میں یہی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ جو لوگ یہاں آئے ہیں وہ قرآن کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کریں۔ اور پھر اپنے اپنے علاقوں میں جا کر درس جاری کریں۔ تا وہ لوگ جو خدا تعالےٰ کے رستہ سے بھٹک گئے ہیں۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہوں۔ اور پھر اسی دروازہ کی طرف چلے آئیں۔ جس سے گذر کر خدا سے تعلق پیدا ہوتا ہے۔ اور جو انسان کی پیدائش کی اصل غرض ہے۔

بغداد میں ۱۷ رجون کا جلسہ

اگرچہ بعض سیاسی حالات کے ماتحت یہاں پبلک جلسہ کر کے عربوں کو دعوت نہیں دی جا سکی۔ تاہم خدا کے فضل سے جلسہ نہایت کامیابی کیساتھ ہوا جس میں یہاں کے غیر احمدی حضرات بھی شامل تھے۔ یہ جلسہ شیخ منظور احمد صاحب اسسٹنٹ پاسپورٹ آفیسر کے زیر صدارت ہوا۔ جناب شیخ صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں اس قسم کے جلسوں کی اہمیت بتلائی۔ اور تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد خاکسار نے ہر سہ مضامین مقررہ پر تقریر کی۔ بعد ازاں جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب نے تقریر کی۔ بعد ازاں ایک غیر احمدی حکیم صاحب نے مضمون مقررہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ اس وقت احمدی حضرات جو کچھ خاص اسلامی خدمت کر رہے ہیں۔ وہ اظہر من الشمس ہے۔ اور یہ لوگ اسلام کی تبلیغ کیلئے اپنے اندر ایسا جوش رکھتے ہیں۔ اگر کسی ستارہ میں بھی انسانی آبادی ثابت ہو جائے۔ تو مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ وہاں پہونچ جائیں گے۔ خدا تعالےٰ کی تائید و نصرت اس چھوٹی سی جماعت کیساتھ ایسی ہے کہ نہایت ہی قلیل عرصہ میں دنیا کے کناروں تک پہونچ گئی ہے۔ بہر کیف یہ جلسہ خدا تعالےٰ کے فضل سے نہایت کامیابی کے ساتھ ہوا۔ جناب صدر صاحب نے آخر میں ایک مدلل اور جستہ تقریر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اس قسم کے جلسے آئندہ بین الاقوامی صلح کیلئے مفید ثابت ہوں گے۔ نیز اس میں مسلمانوں کی ترقی کا راز مضمر ہے۔ تقریریں اس قدر دلچسپ تھیں۔ کہ غیر احمدیوں نے خواہش ظاہر کی۔ کہ دوبارہ اس جلسہ کو کیا جائے۔ تا جو لوگ اس میں شمولیت سے محروم رہے ہیں۔ وہ شامل ہو کر مستفید ہو سکیں۔

محمد نواز خاں بغداد عراق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن)

آنحضرتؐ کے غزوات

حضرت زید بن ارقم بیان کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انیس ۱۹ غزوات کئے ۔ ان میں سے بدر ۔ اُحد ۔ خندق ۔ حدیبیہ ۔ فتح مکہ ۔ حنین ۔ تبوک اور خیبر کے واقعات بہت مشہور ہیں۔ اُحد اور حنین میں بھی اگرچہ فتح آنحضرتؐ کی ہی ہوئی ۔ مگر مسلمانوں کو چشم زخم بھی پہونچا (اور اپنی غلطی سے)

حضرت مقدادؓ صحابی کی ایک بات

ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ مقدادؓ نے ایک بات ایسی کہی تھی کہ مجھے وہ دنیا کی تمام فضیلتوں سے زیادہ پسند ہے ۔ آنحضرتؐ جب بدر میں جانے لگے۔ تو مسلمانوں سے جنگ پر جانے کے لئے مشورہ طلب کیا ۔ اس وقت مقدادؓ اٹھے اور عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ آپ ہم کو کبھی موسےٰ کے ساتھیوں کی طرح یہ کہتے ہوئے نہ سنیں گے ۔ کہ تو اور تیرا رب جاؤ اور دشمنوں سے لڑو ۔ بلکہ آپ دیکھ لیں گے ۔ کہ ہم آپ کے دائیں لڑیں گے ۔ اور آپ کے بائیں لڑیں گے ۔ آپ کے آگے لڑینگے اور آپؐ کے پیچھے لڑیں گے ۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ آنحضرتؐ کا چہرہ خوشی کے مارے چمکنے لگا ۔؞

دُنیا سے آپ کا تعلق

آنحضرتؐ نے ایک دفعہ صحابہ سے فرمایا۔ کہ میرا تعلق تو دنیا سے صرف اتنا ہے ۔ جتنا کہ ایک اونٹنی سوار ہو ۔ جو گرم دوپہر میں کسی کام کے لئے منزل مارے چلا جاتا ہو ۔ جب شدت کی دھوپ اور لُو معلوم ہونے لگے ۔ تو وہ ایک درخت کے سایہ کے نیچے ذرا کی ذرا سستانے کو ٹھیر جائے ۔ پھر تھوڑا سا دم لے کر اپنا رستہ لے ؞

شرم وحیا ۔

آنحضرتؐ کی شرم وحیا کا یہ حال تھا ۔ کہ صحابہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ آپ پردہ نشین کنواری نوجوان لڑکی سے بھی زیادہ حیادار تھے کبھی آپؐ کی زبان سے کوئی فحش بات نہیں نکلی ۔ نہ عمر بھر کوئی بے شرمی کی بات آپ سے سرزد ہوئی ؞

خدائی دعوت ۔ وہیل مچھلی

جابرؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ آنحضرتؐ نے سمندر کے کنارہ کی طرف ۳۰۰ ۔ آدمیوں کا ایک لشکر بھیجا ۔ اور سردار لشکر ابوعبیدہؓ بن جراح کو مقرر فرمایا ۔ میں بھی اسی لشکر میں تھا جب ہم دور نکل گئے ۔ تو ہمارا زادراہ ختم ہو گیا ۔ اس پر ابوعبیدہؓ نے سارے لشکر میں جو کچھ سامان کھانے کا تھا سب جمع کر لیا۔ یہ سب مل ملا کر دو تھیلیوں کی کھجوریں نکلیں ۔ اس میں سے وہ ہمیں حصہ رسدی روزانہ تھوڑی تھوڑی کھجوریں تقسیم کر دیا کرتے تھے ۔ آخر وُہ بھی ختم ہونے پر آگئیں ۔ پھر ہم کو صرف ایک ایک کھجور روزانہ ملنے لگی ۔ آخر کچھ بھی باقی نہ رہا ۔ اس وقت ہم کو اس ایک کھجور کی قدر معلوم ہوئی ۔ پھر ہم لوگوں نے سمندر کا رُخ کیا ۔ وہاں کیا دیکھتے ہیں ۔ کہ کنارہ پر ایک عظیم الشان مچھلی جسے عنبر (وہیل مچھلی) کہتے ہیں ۔ پڑی ہے ۔ ہم سب لوگ اسی کو اٹھارہ ۱۸ دن تک کھاتے رہے اور اس کی چربی اپنے بدنوں پر مالش کرتے رہے ۔ یہاں تک کہ ہم خوب موٹے ہو گئے ۔ ایک دن ابوعبیدہؓ نے اس مچھلی کی دو پسلیاں زمین پر کھڑی کروائیں ۔ تو اونٹ سوار ان کے نیچے سے صاف نکل گیا ۔ پھر جب اپنے کام سے فارغ ہو کر ہم لوگ مدینہ واپس آئے ۔ تو سب حال آنحضرتؐ سے بیان کیا ۔ آپؐ نے فرمایا ۔ کہ یہ تو اللہ کا بھیجا ہوا رزق تھا ۔ جو تم کو ملا ۔ اگر تمہارے پاس اس کا کچھ حصہ موجود ہو ۔ تو ہمیں بھی کھلاؤ ۔ اس پر ایک شخص اُٹھا ۔ اس نے ایک ٹکڑا اس مچھلی کا لا کر آپؐ کے سامنے حاضر کیا ۔ آپؐ نے اسے تناول فرمایا ؞

حضرت بلالؓ حبشی پر ظلم

بلالؓ ایک حبشی غلام تھے ۔ ان کا مالک قریش میں سے ایک شخص تھا ۔ اور وُہ آنحضرتؐ کا سخت دشمن تھا ۔ جب بلالؓ آنحضرت پر ایمان لے آئے ۔ تو ان کے مالک کو بھی معلوم ہو گیا ۔ اس نے ان کو ہر طرح دھمکایا ۔ کہ پھر کافر ہو جائیں ۔ مگر یہ نہ مانے ۔ پھر ان کو مارا پیٹا ۔ مگر یہ اسلام پر قائم رہے ۔ آخر وُہ اور ابوجہل ان کو بہت سخت تکلیفیں اور عذاب دینے لگے ۔ لوہے کی زرہ پہنا کر سخت گرمی کے موسم میں ان کو مکہ کے باہر تپتے پتھروں اور جلتی ریت پر لٹا دیتے ۔ دُھوپ اور لُو سے ان کا بُرا حال ہو جاتا ۔ اور بیہوش ہو ہو جاتے تھے ۔ پھر ان کے گلے میں رسی باندھ کر لڑکے ان کو گھسیٹتے پھرتے ۔ پھر کبھی ان کو ننگا دھوپ میں لٹا کر چھاتی پر چکی کا پاٹ رکھدیتے ۔ اور ہر طرح کا دکھ ان کو پہونچاتے تھے ۔ اور سخت ماریں ان پر پڑتی رہتی تھیں ۔ اور وہ لوگ انہیں کہتے تھے ۔ کہ اللہ کا نام نہ لو ۔ بتوں کو اپنا خدا کہو ۔ پھر ہم تمکو نہیں ستائیں گے ۔ مگر اس مصیبت اور بے ہوشی میں بھی وہ سر ہلا کر اس بات کا انکار کر دیتے تھے ۔ اور کہتے تھے ۔ اَحَد اَحَد میرا خدا تو وہی ہے ۔ جو اکیلا ہے ۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں یہ عذاب روزانہ ان کو دئے جاتے تھے ۔ اور وہ بیچارے صبر کرتے تھے ۔ غرض مدتوں ان مصیبتوں میں رہے ۔ آخر آنحضرتؐ سے نہ رہا گیا ۔ اور آپؐ نے ایک دن فرمایا ۔ کہ اگر میرے پاس اس وقت کچھ ہوتا ۔ تو میں بلالؓ کو خرید کر آزاد کر دیتا ۔ یہ سنکر حضرت ابوبکرؓ نے انھیں خرید لیا ۔ اور آزاد کر دیا ۔ پھر وہ حضور کی خدمت میں رہنے لگے ۔ یہ بلالؓ ساری عمر حضورؐ کے موذن رہے ۔ اور مسجد نبوی میں پانچ وقت اذان دیا کرتے تھے ۔ پھر جب آنحضرت کا انتقال ہوا ۔ تو غم کے مارے مدینہ کو چھوڑ کر ملک شام میں جا بسے ۔ اور مدتوں وہاں رہے ۔ ایک دن انھوں نے خواب میں دیکھا کہ آنحضرتؐ فرماتے ہیں ۔ اے بلالؓ تم تو ہمارے پاس سے چلے ہی گئے ۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا ۔ کہ تم مدینہ آ کر ہماری زیارت کرو ۔ یہ خواب دیکھ کر بلالؓ صبح اٹھتے ہی سیدھے مدینہ کی طرف چل کھڑے ہوئے ۔ اور آنحضرتؐ کی قبر مبارک پر حاضر ہوئے اور اس سے لپٹ لپٹ کر خوب روئے ۔ اتنے میں حضرات حسنؓ و حسینؓ بھی وہیں آ گئے ۔ بلالؓ نے ان کو پیار سے اپنے گلے لگا لیا ۔ انھوں نے بلالؓ سے کہا ۔ ہمارا جی چاہتا ہے ۔ کہ آج آپ اذان دیں ۔ چنانچہ حضرت بلالؓ ان کے کہنے سے مسجد نبوی کی چھت پر چڑھے ۔ اور جب انھوں نے اپنی پرانی طرز پر اللہ اکبر اللہ اکبر کہا ۔ تو سارا مدینہ ہل گیا ۔ اور لوگوں کو رسول اللہ صلعم کا زمانہ یاد آ گیا جب انھوں نے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کہا ۔ تو تمام شہر میں ایک غل برپا ہو گیا ۔ اور لوگ چیخیں مار مار کر رونے لگے ۔ پھر جب اشھد ان محمد رسول اللہ کہا ۔ اور آنحضرتؐ کا نام لوگوں نے ان کی زبان سے سنا ۔ تو یہ حالت ہو گئی ۔ کہ مرد تو مرد پردہ دار عورتیں بھی روتی پیٹتی گھروں سے باہر نکل آئیں ۔ اور مسجد نبوی اور مدینہ کے گلی کوچوں میں وہ کہرام مچا ۔ کہ لوگوں کے کلیجے پھٹ گئے ۔ اور خود بلالؓ بھی غش کھا کر گر پڑے ؞

آنحضرتؐ کی صفائی پسندی

ایک دن آنحضرت مسجد میں تشریف لائے ۔ تو مسجد میں قبلہ کی جانب کسی کا بلغم لگا ہوا تھا ۔ آپؐ کے چہرہ پر ناراضگی کے آثار پیدا ہوئے ۔ پھر آپؐ نے اس کو وہاں سے کھرچ کر [illegible] کو زعفران سے لپوا دیا ؞

چور ولی

ایک دفعہ ایک شخص آنحضرتؐ کے حضور میں حاضر ہوا ۔ اور عرض کیا ۔ یا رسول اللہ میں نے ایک گناہ کیا ہے ۔ یعنی میں ایک قبیلہ کا اونٹ چرا لایا ہوں ۔ آپؐ نے اس قبیلہ کے لوگوں کو بلایا

... تحقیقات کی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ واقعی ان کا ایک اونٹ گم ہے۔ مجرم بھی اپنے قصور کا اقراری تھا۔ اس لئے شریعت کے حکم کے مطابق آپ نے چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ جب اس کا ہاتھ کٹ کر زمین پر گرا۔ تو چور نے اس ہاتھ کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ۔ اے ہاتھ تو نے تو چاہا تھا۔ کہ میرے تمام جسم کو دوزخ میں ڈال دے۔ مگر خدا کا ہزار ہزار شکر ہے۔ جس نے مجھے دنیا میں ہی سزا دے کر آخرت کے عذاب سے بچایا +

(آنحضرت کے زمانہ میں اگر کسی سے گناہ یا قصور ہو جاتا۔ تو وہ خود آ حاضر ہو کر آپ سے بیان کر دیتا تھا۔ اور ہرگز نہ چھپاتا تھا۔ اور شریعت کی سزا بڑی خوشی سے برداشت کرتا تھا۔ اس لئے تاکہ آخرۃ میں نجات ہو۔ اور خدا تعالےٰ ناراض نہ رہے۔ اسی طرح آپ کے زمانہ میں جب ایسے لوگ اپنے گناہوں کا اقرار آپ کی مجلس میں آ کر کرتے تھے۔ تو اور لوگ ان کو حقیر نہ سمجھتے تھے۔ نہ ان کو طعنے دیتے تھے۔ نہ باہر آ کر ان کا ذکر ذلت کے طور پر کرتے تھے)

دانتوں کی صفائی

ایک دن کا ذکر ہے۔ کہ کئی صحابہ رضؓ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان کو دیکھ کر فرمایا۔ کہ یہ کیا وجہ ہے۔ کہ مجھے تمہارے دانت زرد اور میلے نظر آتے ہیں۔ تم لوگ مسواک کیا کرو اگر مجھے یہ خیال نہ ہوتا۔ کہ میری امت کو زیادہ تکلیف ہوگی۔ تو میں ان پر مسواک کرنا بھی اسی طرح فرض کر دیتا۔ جس طرح وضو کرنا فرض ہے +

جاہلیت کے خون میرے پیروں کے نیچے ہیں

آنحضرتؐ نے حجۃ الوداع کے دن خطبہ پڑھا۔ اس میں فرمایا "زمانہ جاہلیت میں جس قدر خون ہوئے۔ یا جو فخر و غرور کی باتیں تھیں وہ آج سب میرے پیروں کے نیچے ہیں۔ اور میں اس وقت سے ان کو مٹاتا ہوں۔ اور سب سے پہلا خون جسے میں معاف کرتا ہوں وہ میرے اپنے بھتیجے ربیعہ کا خون ہے"

آنحضرتؐ کے ایک چچا تھے۔ ان کا نام تھا حارث۔ ان کے ایک بیٹے ربیعہ نام تھے۔ ان ربیعہ کو ہذیل نام ایک عرب نے قتل کر دیا تھا۔ اور جاہلیت کے رواج کے مطابق اس وقت تک اس خون کا بدلہ نہیں لیا گیا تھا۔ آنحضرتؐ نے ملک کے امن اور قبائل عرب میں صلح و صفائی کی خاطر سب سے پہلے اپنی طرف سے اپنے خاندان کے اس خون کو معاف کر دیا۔ اللھم صل علی محمد

صدیق اکبر کا جہاد

حضرت ابوبکر رضؓ صدیق جب خود مسلمان ہو چکے۔ تو پھر انہوں نے دوسرے لوگوں کو مسلمان بنانے کی کوشش کی۔ وہ اپنے دوستوں سے ملتے اور ان کو آنحضرتؐ کے پاس لا لا کر اسلام کی تعلیم اور قرآن سناتے اور یہ کوشش کرتے۔ کہ لوگ کسی طرح آپ سے ملیں۔ اور آپ کی باتوں کو سنیں۔ چنانچہ ان کی اس کوشش سے حضرت زبیر رضؓ۔ حضرت عثمان رضؓ۔ حضرت عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف۔ اور حضرت طلحہ رضؓ جیسے بزرگ اسلام لائے۔ کئی مسلمان غلام تھے۔ جن کو مسلمان ہو جانے کی وجہ سے کفار بڑے بڑے عذاب اور تکلیفیں دیتے رہتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے ایسے سات غلاموں اور لونڈیوں کو خرید کر آزاد کیا۔ انہی میں سے ایک حضرت بلال رضؓ تھے +

خاتم النبیین کے بعد ایک نبی اور "علیحدہ مذہب"

اخبار انقلاب ۵ راگست ۲۸ء میں ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ مضمون کا ظاہری مطلب اگرچہ اتحاد مسلمانان ہے۔ لیکن دراصل وہ جماعت احمدیہ کے متعلق نفرت پھیلانے کے لئے لکھا گیا ہے۔ اور ڈاکٹر صاحب نے صاف الفاظ میں لکھا ہے:-

"میری مراد قادیانی مرزا محمود احمد صاحب کے مریدوں سے ہے میں انہیں احمدی نہیں سمجھتا۔ کیونکہ وہ ایک نیا فرقہ بلکہ حضرت خاتم النبیینؐ کے بعد ایک نبی بنا کر ایک علیحدہ مذہب قائم کر رہے ہیں" (انقلاب ۵ راگست)

یہ الفاظ جہاں اہل پیغام کے بغض کا اظہار کر رہے ہیں وہاں جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت ناپاک مغالطہ سے لبریز ہیں۔ ڈاکٹر صاحب اور ان کی پارٹی کو اختیار ہے۔ ہمیں احمدی نہ سمجھیں یا نہ کہیں۔ اگرچہ یہ ان کی زیادتی ہے۔ کیونکہ جب وہ غیر احمدیوں کو ان کے اکثر عقائد کی خرابی کے باوجود مسلمان سمجھتے ہیں۔ تو (بفرض محال) ہمارے ایک عقیدہ کی وجہ سے ہمیں احمدی سمجھنے سے کیوں پرہیز کر رہے ہیں۔ خصوصاً جبکہ ہم آج تک ان کی بہت سی علمی و اعتقادی خرابیوں کے باوجود انہیں احمدی سمجھ رہے ہیں۔ تاہم ان کو یہ اختیار ہرگز نہیں۔ کہ وہ اس اختلاف کی وجہ سے ہمیں "علیحدہ مذہب قائم کرنے والے" قرار دیں۔

ڈاکٹر صاحب نے یہ مضمون "انقلاب" میں شائع کرا کے عام مسلمانوں کو احمدیت سے متنفر کرنا چاہا ہے۔ لیکن کیا وہ اور ان کی پارٹی بتا سکتی ہے۔ کہ ختم نبوت کے متعلق "علیحدہ مذہب" ہم نے بنایا ہے یا انہوں نے؟ ہمارا مذہب اس بارہ میں یہی ہے۔ کہ "خاتم النبیین کے بعد نبی" شریعت محمدیہ کی اتباع میں آ چکا ہے۔ کیا یہ "علیحدہ مذہب" ہے؟ ہرگز نہیں۔ تمام اہلسنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے، کہ حضرت خاتم النبیین کے بعد ایک نبی آنے والا ہے۔ ہمارے اور آپ کے نزدیک وہ مسیح موعودؑ آ چکا ہے۔ جس کی دنیا منتظر بیٹھی ہے گویا خاتم النبیین کے بعد ایک نبی کے عقیدہ میں جماعت احمدیہ اور تمام مسلمان متفق ہیں۔ صرف تعیین میں اختلاف ہے۔ مگر نامعلوم ڈاکٹر صاحب نے کس بناء پر اس غلط بیانی کا ارتکاب کیا۔ اگر انہیں مسلمانوں کا یہ عقیدہ معلوم نہیں۔ تو وہ مولوی محمد علی صاحب امیر جماعت کے مندرجہ ذیل الفاظ بغور ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی صاحب موصوف "پیغام صلح" کے "آخری نبی نمبر" کی تحریک کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:-

"مسلمان اس غلطی میں مبتلا تھے۔ کہ ایک پرانا نبی آنحضرت صلعم کے بعد آئے گا۔ جس سے ختم نبوت پر زد پڑتی تھی... ...... پھر یہ بھی ضرورت ہے۔ کہ جو بعض خیالات ختم نبوت کے منافی بعض مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہو گئے ہیں۔ انہیں دور کیا جائے" (پیغام صلح ۲۸ راگست ۲۸ء)

گویا مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت کے بعد ایک نبی آئیگا۔ اور مولوی صاحب اسے ختم نبوت کے منافی قرار دیتے ہیں اب سوال یہ ہے۔ کہ جب بقول مولوی محمد علی صاحب عام مسلمانوں کے خیالات بھی ختم نبوت کے منافی ہیں۔ تو ڈاکٹر صاحب نے جماعت احمدیہ کو "علیحدہ مذہب قائم کرنے والے" کیوں قرار دیا؟ اور ایسا ہی "پیغام صلح" نے گذشتہ ایام میں انہی "ختم نبوت کے منافی خیالات والے" "مسلمانوں کو بھڑکانے کے لئے" جماعت احمدیہ کو ختم نبوت کی منکر کیوں لکھا تھا؟ میں ڈاکٹر صاحب موصوف کو چیلنج کرتا ہوں۔ کہ بتائیں۔ ہم نے کونسا "علیحدہ مذہب" قائم کیا ہے ہم نے علیحدہ مذہب قائم نہیں کیا۔ یہ محض دھوکہ ہے +

خاکسار اللہ دتا جالندھری قادیان

خاتم النبیینؐ اور مولوی محمد علی صاحب

۱۱۔ نومبر سنہ ۱۸۹۹ء کو بر جلسۃ الوداع سفر نصیبین حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تقریر کی جس میں فرمایا۔

"ہمیں اللہ تعالےٰ نے وہ نبی دیا۔ جو خاتم المومنین۔ خاتم العارفین اور خاتم النبیینؐ ہے" (کتاب منظور الہی صفحہ ۱۵۳)

مولوی محمد علی صاحب جو خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کرتے اور کہتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں بھی اب کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مندرجہ بالا حوالہ سامنے رکھکر بتائیں۔ کہ کیا ان کے نزدیک اس امت میں کوئی مومن بھی نہیں۔ اور کوئی عارف بھی نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم المومنین اور خاتم العارفین قرار دیا ہے۔ اگر خاتم النبیینؐ کے یہ معنی ہیں کہ رسول کریم صلعم کی غلامی میں کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ تو پھر مولوی صاحب کو یہ بھی ماننا چاہیئے۔ کہ اب کوئی مومن اور عارف بھی نہیں۔

جناب میاں سراج الدین صاحب مرحوم

قبلہ میاں سراج الدین صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے اور اولین خدام میں سے تھے۔ اور لاہور کے ایک نامی خاندان کے بزرگ تھے۔ قریباً ڈیڑھ سال سے آپ بیمار چلے آتے تھے۔ ۲۷ رجولائی ۱۹۲۸ء بروز جمعہ ۳ بجے اپنے چار بجے سفر کر جانے کی خود اپنے ہاتھ سے لکھ کر خبر دیکر ٹھیک چار بجے اپنے مولائے حقیقی سے جاملے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ آپ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر تمام احمدی بزرگوں سے خصوصاً قادیان کے بزرگوں سے دلی عقیدت اور خاص محبت رکھتے تھے۔ آپ کی بیماری کے دوران میں ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز لاہور میں تشریف فرما ہوئے۔ جب آپ کو حضور کے مسجد میں تشریف لانے کی خبر ہوئی۔ تو آپ کے دیدار کیلئے بیتاب ہو کر حضرت کی خدمت میں بیماری کی وجہ سے معذوری اور ملنے کے کمال شوق کا اظہار کیا۔ بعد نماز عشاء حضور نے معہ چند رفقاء ہمارے اندھیرے گھر میں اجالا کیا۔ حضور کی تشریف آوری پر باوجود سخت کمزوری اور تیزی بخار کے خوشی اور ادب سے اٹھکر کانپتے اور روتے ہوئے مصافحہ کیا۔ حضور دیر تک حالات بیماری اور علاج کے متعلق دریافت فرماتے رہے۔

والد صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان پرانے خدام میں سے تھے۔ جنہوں نے سخت مقابلے گالیاں اینٹیں اور طرح طرح کی تکلیفیں اٹھا کر اپنے ایمان میں تازگی پائی۔ آپ اکثر ہمارے ساتھ پہلے زمانہ اور اس وقت کی معجزانہ رنگ کی ترقی کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی یادگار میں ہم تین بھائی اور ایک بہن ہیں۔ اخویم میاں محمد شریف صاحب ای۔ اے۔ سی سیالکوٹ۔ خاکسار محمد اشرف عزیزم محمد یعقوب۔ اور ہمشیرہ زیب النساء۔ تمام دوستوں سے درخواست ہے کہ قبلہ والد صاحب مرحوم کا جنازہ غائب پڑھیں۔ اور ہم پسماندگان کے لئے صبر جمیل عطا ہونے کے لئے دعا کریں اور خصوصیت سے والدہ ماجدہ کے لئے ؎

خاکسار

محمد اشرف از لاہور

تعلیم نسوان کے متعلق ایک ضروری گذارش

میری اہلیہ ام داؤد کے عربی امتحان "مولوی" میں پنجاب یونیورسٹی میں سب سے اول رہنے پر بہت سے بزرگوں اور دوستوں نے بذریعہ تار اور خطوط مبارکباد دے کر خاکسار اور ام داؤد کو مشکور فرمایا۔ ہم دونوں تمام بزرگوں دوستوں اور عزیزوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہر قسم کی دینی اور دنیوی خوشیاں دکھائے اور انہیں اور ان کے بچوں کو دینی اور دنیوی علوم سے متمتع فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

اسی ضمن میں ایک ضروری گذارش احباب کے گوش گذار کرنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ احباب توجہ فرمائینگے۔ اور وہ یہ ہے کہ پنجاب یونیورسٹی نے اس سے قبل فارسی اور عربی علوم کی ترقی کے لئے تین تین امتحان منشی۔ منشی عالم۔ اور منشی فاضل فارسی میں۔ اور مولوی۔ مولوی عالم اور مولوی فاضل عربی میں تجویز کئے تھے۔ اور ان علوم کی ترقی کے ساتھ ساتھ ایک یہ رعایت رکھی تھی۔ کہ جو شخص فارسی یا عربی کا آخری امتحان یعنی منشی فاضل یا مولوی فاضل پاس کرے۔ وہ صرف انگریزی میں علی الترتیب میٹرک۔ ایف۔ اے اور بی۔ اے کا امتحان پاس کر کے یونیورسٹی سے اس امر کی سند لے سکتا تھا۔ کہ اس نے بی۔ اے کی انگریزی کا امتحان پاس کر لیا ہے۔ اور گو اسے بی۔ اے کا ڈپلومہ نہیں ملتا تھا۔ یعنی لفظ بی اے وہ اپنے نام کے ساتھ نہیں لکھ سکتا تھا۔ مگر اس سند کے حصول کے بعد وہ ایم اے کا امتحان دے سکتا تھا۔ نیز وہ کالج میں داخل ہو سکتا تھا۔ اور بی ٹی کا بھی امتحان دے سکتا تھا۔ اس عظیم الشان رعایت کے بعد یونیورسٹی نے اس سے بھی زیادہ آسانیاں بہم پہنچا دیں۔ اور اب چند سال سے اس نے عربی اور فارسی کے امتحانوں کے علاوہ اردو کے تین امتحان قائم کئے۔ جن کے نام علی الترتیب ادیب۔ ادیب عالم اور ادیب فاضل ہیں۔ اور تجویز کیا کہ بجائے صرف منشی فاضل یا مولوی فاضل کے پاس کرنے کے اب جو شخص عربی فارسی اور اردو کا کوئی ایک امتحان پاس کر لے وہ انگریزی میں میٹرک سے بی۔ اے تک علی الترتیب امتحان دیکر مذکورہ بالا رعائت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ یونیورسٹی کی اس رعائت سے مسلمانوں کو پوری توجہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اب وہ شخص جو صرف اردو خواں ہے۔ اور اس کی عمر ایسی نہیں رہی کہ تفصیل دیکھ باقاعدہ پورا وقت لگا کر دس سال میں میٹرک کا امتحان پاس کر کے پھر چار سال میں بی۔ اے پاس کر کے لا کالج میں داخل ہو صرف اردو کے تین امتحانوں میں سے ابتدائی امتحان یعنی محض ادیب کا امتحان پرائیویٹ پاس کر کے محض انگریزی میں میٹرک سے بی۔ اے تک امتحان دیکر لا کالج میں داخل ہو سکتا ہے۔ پس میں احمدی مردوں کو بالعموم اور عورتوں کو بالخصوص تحریک کرتا ہوں۔ کہ وہ میرے اس مضمون کو پڑھنے کے بعد ادیب کی تیاری شروع کر دیں۔ یہ امتحان مشکل نہیں۔ صرف چند کتابیں اردو زبان کی ہیں۔ یہ امتحان آئندہ ماہ مئی ۱۹۲۹ء میں ہوگا۔ پس وقت بہت کافی ہے۔ یہ امتحان لاہور۔ امرتسر۔ لدھیانہ ملتان۔ ڈیرہ غازیخاں سرینگر وغیرہ وغیرہ چند مقامات میں ہوتا ہے۔ جو صاحب جس مقام کے نزدیک ہوں وہاں امتحان دے سکتے ہیں۔ عورتوں کے لئے امتحان کے کمرہ میں پردہ کا تسلی بخش انتظام ہوتا ہے۔ میری اہلیہ نے اس سال مولوی کا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے حرم ثالث نے ادیب کا امتحان دیا تھا۔ اور انشاء اللہ آئندہ سال قادیان سے بہت سی خواتین مولوی کا امتحان دیں گی۔

عورتوں کو بالخصوص اس لئے تحریک کرتا ہوں کہ لڑکے تو مدارس اور کالجوں میں داخل ہو کر مکمل تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر مستورات کیلئے بالخصوص پابند پردہ عورتوں کے لئے یہ امتحان غنیمت ہے۔ کہ گھر بیٹھے تیاری کر کے امتحان میں شریک ہو سکتی ہیں۔

اب یہ سوال ہوتا ہے کہ عورتوں کو کون پڑھائیگا۔ اس کیلئے دو تجویزیں میرے خیال میں آتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ عورتیں اپنے خاوندوں بھائیوں اور باپوں سے پڑھیں۔ اردو کی کتابیں ہیں۔ عموماً اردو خواں ذرا سی توجہ سے مطالعہ کر کے اپنی مستورات کو پڑھا سکتے ہیں۔ بعض مرد اپنی ملازمت اور دیگر اشتغال کا عذر کریں گے۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ میں بھی ملازمت اور دیگر اشتغال رکھتے ہوئے اپنے گھر میں پڑھاتا ہوں۔ اگر کسی نے عقد ہمت سے کوئی کام کرنا ہو۔ تو ضرور وہ موقعہ نکال لیتا ہے۔ لیکن اگر ارادہ ہی میں کمزوری اور عزم ہی میں ضعف ہو تو یہ جدا امر ہے۔ اسی لئے قرآن حکیم نے فرمایا۔ اذا عزمت فتوکل علی اللّٰہ یعنی اے نبی جب تو کسی کام کا واقعہ میں عزم کرے۔ تو پھر خدا پر بھروسہ رکھ۔ کہ یہ کام ضرور ہو جائیگا۔ دوسری تجویز یہ ہے۔ کہ کسی اور معمر نیک آدمی کو معاوضہ دیکر تعلیم حاصل کیجاوے۔ مثلاً اگر کسی مقام پر پانچ عورتیں اکٹھی ملکر پڑھیں یا اور دو گھنٹہ کسی مولوی یا منشی سے تعلیم حاصل کیجائے تو دس روپے ان کی نذر کرنے پڑیں گے۔ اور فی عورت ۲ ماہوار خرچ علم جیسی نعمت کے مقابلہ میں کیا ہستی رکھتا ہے۔ یہ معمر بزرگ اگر کوئی غیر احمدی بھی ہوں۔ تو کیا حرج ہے۔ میں ذیل میں ادیب کا کورس معہ کتابوں کی قیمت کے درج کرتا ہوں۔ امید ہے کہ احباب توجہ فرمائینگے۔ اور اس دفعہ خدا چاہے۔ تو کافی تعداد میں احمدی عورتیں اور مرد اس امتحان میں شریک ہوں گے۔ میں احباب کی طبائع میں تحریک پیدا کرنے کیلئے یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ خدا چاہے تو مئی ۱۹۲۹ء کے اردو کے امتحانوں میں علاوہ قادیان کی دیگر معزز خواتین کے سیدہ مبارکہ بیگم صاحبہ اور سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ بھی شریک ہونگی۔ یہ دونوں حضرت مسیح موعودؑ کی صاحبزادیاں ہیں۔ پس ہماری جماعت کی ہر شائق علم عورت کو چاہیئے۔ کہ وہ تعلیم حاصل کرے۔ ادیب اردو زبان کا امتحان ہے۔ لیکن جس کو خدا توفیق دے اور پڑھانیوالا میسر ہو سکے۔ اسے میرا مشورہ ہے کہ فارسی بلکہ عربی کے امتحان کی تیاری کرے۔ لیکن پہلا قدم وہی اٹھانا چاہیئے جو آسان ہو۔ ان امتحان کے متعلق جس قسم کا مشورہ احباب مجھسے چاہیں گے میں انکی خدمت میں عرض کرونگا۔ اور یونیورسٹی کے جن قواعد کی وہ واقفیت حاصل کرنا چاہیں گے۔ میں آگاہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ م م

فہرست کتب امتحان ادیب [illegible]